وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

اور اُس (رب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

رحمتِ خدا

بوسیلۂ اولیاء اللہ

مؤلفہ

حکیم الامت شیخ التفسیر والحدیث مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



ادارہ کتبِ اسلامیہ گجرات پاکستان

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اور اس (رب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

(القرآن)

رحمتِ خدا

بوسیلۂ اولیاء اللہ

مؤلفہ

حکیم الامت شیخ التفسیر والحدیث مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



ادارہ کتب اسلامیہ گجرات پاکستان

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

(اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ اِلَی اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ ۝

جس پر آشوب زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ آج بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ ہواؤں سے بچ جائے۔ بد مذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔ اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے ہی میں نہ آئی تھی۔ آج ہر جاہل قرآن شریف کا مفسر بن گیا اور ہر بیہودہ آدمی بندگان دین اور ائمہ مجتہدین پر بکواس کر رہا ہے۔

اسلام کے ایسے مسلمہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ کوئی کلمہ پڑھنے والا ان کا انکار کرے گا۔ آج ان مسلم الثبوت مسائل کے منکر پیدا ہو گئے۔ انہی مسائل میں سے اللہ تعالٰے کے پیارے اور مخلص بندوں کا وسیلہ ہے۔ ہر زمانہ میں ہر شخص وسیلہ کا قائل اور معتقد رہا۔ مگر آج وسیلہ کے منکر ہو گئے بلکہ جو دنیاوی مصیبتوں اور آلام میں حاکموں اور حکیموں کے پاس بھاگے اور مارے مارے پھریں۔ مگر انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے وسیلہ پکڑنے والوں کو مشرک بدعتی [illegible] کا لقب جو شخص جس

قوم پر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ وسیلہ سے محروم کر دیتا ہے۔

اور جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے انہیں اس کے پیاروں کا وسیلہ نصیب ہوتا ہے خوش نصیب بندہ اپنے گناہوں پر گریہ زاری کرتا ہے۔ اور بزرگوں کے وسیلہ سے گناہوں کے میل کو دل سے دھوتا ہے لیکن بدنصیب انسان اللہ کے پاک بندوں میں عیب نکالتا ہے۔ اور ان سے دُور رہ کر رب کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو قرب الٰہی کا وسیلہ جان کر ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ وہ مقبول بارگاہ رہے۔ شیطان نے بے وسیلہ والی لاکھوں عبادتیں کیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ نہ بنایا اور مردودِ بارگاہِ الٰہی ہوا۔ مولانا فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

چوں خدا خواہد کہ رازِ کس دَرد — میلش اندر طعنۂ پاکاں نہد
چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند — میل مارا جانب زاری کند

بیشک خدا تعالیٰ جب کسی کی پردہ دری اور رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت میں پاک لوگوں کی طعنہ زنی میں رغبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرتا ہے تو گریہ و زاری کی طرف طبیعت کو مائل کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے قائل کفار بھی ہیں۔ جانور اور بے جان لکڑیاں بھی مقبولان بارگاہ کو وسیلہ پکڑتے رہے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جوں اور مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آئے۔ مگر جب عذاب آتا تھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں [illegible] کرتے [illegible]

وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ نے یہ عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ مگر جب پھر ان کی دعا سے عذاب دور ہو جاتے ایمان نہ لاتے تھے۔ جب رب کو فرعونیوں کا ہلاک کرنا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچنے دیا بلکہ دریائے قلزم سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو صحیح و سالم نکال دیا۔ اور پھر فرعون کو دریا میں پھنسا دیا اور بولا۔ اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ میں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں چونکہ وسیلہ درمیان میں نہ تھا ایمان قبول نہ ہوا۔ اور ڈوب گیا۔

کفار مکہ بھی ہر مصیبت یعنی قحط سالی وغیرہ کے موقع پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کراتے تھے اونٹوں چڑیوں اور ہرنیوں نے مصیبت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے فریادیں کیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

بے جان کنکروں لکڑیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ اختیار کیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

نطق آب و نطق خاک و نطق گل ہست محسوس حواس اہل دل
فلسفی کو منکر حنانہ است از حواس اولیا بیگانہ است

اگر یہ واقعات تفصیل وار دیکھنا ہوں تو ہماری تصنیفات کا مطالعہ کرو خصوصاً سلطنت مصطفےٰ دیکھو

غرضیکہ پاک بندوں کا وسیلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی کفار اور بے عقل

مخلوق بھی قائل ہے مگر افسوس کہ ایسے ظاہر مسئلہ کے اب منکر ہوئے تو کون جانور نہیں رام لعل دوارکا پرشاد کافر نہیں جب بے علم مسلمان نہیں۔ بلکہ کلمہ پڑھنے والے فاضل دیوبند کہلانے والے۔ اسلام کے ٹھیکہ دار بننے والے دیوبندی وہابی اور مولوی نے فقط انکار ہی نہیں کیا بلکہ ایسی بدزبانی پر آئے کہ ان کے تمام وعظ جلسے مجلسیں اسی لئے وقف ہو گئیں۔ وسیلہ کے قائل مسلمانوں پر شرک وکفر اور طغیان کے فتوے لگنے لگے۔ بتوں کی آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔ اللہ تعالٰی کے پیاروں اور مخلص بندوں کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے لگے۔ کہ کبھی کفار کو بھی ایسی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ بعض سادہ لوح مسلمان ان کے جبہ و دستار دیکھ کر ان کے جال میں پھنس گئے۔ اور یہ بیماری متعدی مرض کی طرح روز بروز بڑھنے لگی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں اس وقت خاموش رہوں تو میرا وجود کس کام آئے گا۔ میں نے بارگاہ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے ٹکڑے کھائے ہیں ان کے نام پر پلا ہوں۔ اگر ان کے دین پر آنچ آتی دیکھوں اور حرکت نہ کروں تو ضرور میری پکڑ ہو گی۔ محافظ کتے کا فرض ہے کہ جب مالک کے گھر چور آتے دیکھے تو کم از کم چیخ و پکار کر کے چوروں کو بھگا دے۔ میرے پاس صرف چوب قلم ہے اللہ کے نام پر یہ رسالہ لکھا اس رسالے کا بھی وہی طریقہ ہو گا۔ جو "جاء الحق" اور سلطنت مصطفیٰ" کا ہے یعنی وسیلہ کا مسئلہ دو بابوں میں بیان ہو گا۔ پہلے باب میں وسیلہ بزرگان کا ثبوت قرآنی آیات احادیث نبوی بزرگوں کے اقوال اور خود مخالفین کی تحریروں سے۔ دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات مع جوابات کے اس رسالہ کا نام رحمت خدا بوسیلہ اولیاء [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ

سے قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور اسے میرے گناہ کا کفارہ فرمائے۔ جو مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں وہ میرے لئے دعا کریں کہ رب تعالےٰ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کے سیاہ دفتروں کو اپنی رحمت اور مغفرت کے پانی سے دھودے کہ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

اٰمِيْن ۝ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَيَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ ۝

ناچیز

احمد یار خان نعیمی اشرفی

بانی مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات (پاکستان)

یکم ماہِ فاخر ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ روز ایمان افروز طغیان سوز
دوشنبہ مبارکہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے خواہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ. اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمانوں کا وسیلۂ عظمیٰ ہیں۔ ان کی ذات وسیلہ۔ ان کا نام وسیلہ انکی چیزیں وسیلہ جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے وہ وسیلہ ہے. مگر فی زمانہ وہابی دیوبندی اس کے منکر ہیں لہٰذا ہم رب تعالےٰ کے فضل وکرم سے یہ مسئلہ دو بابوں میں عرض کرتے ہیں پہلے باب میں اس کا ثبوت اور دوسرے باب میں اس پر اعتراض وجواب۔

پہلا باب وسیلہ کے ثبوت میں

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے ان کی ذات، ان کا نام، ان کے تبرکات مخلوق کا وسیلہ ہیں اس کا ثبوت قرآنی آیات، احادیث نبویہ، اقوال بزرگان اجماع امت اور دلائل عقلیہ بلکہ خود مخالفین کے اقوال سے ہے۔ رب تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

(سورۂ نساء رکوع ۵) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کے آستانہ پر آجاویں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ بھی یا رسول اللہ ان کی سفارش کریں۔ تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر مجرم کے لیے ہر وقت تا قیامت وسیلۂ مغفرت ہیں۔ ظَلَمُوْٓا میں کوئی قید نہیں۔ اور

اِذن عام ہے۔ یعنی ہر قسم کا مجرم ہمیشہ آپ کے پاس حاضر ہو۔

(۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۶ ع ۹ سورۃ مائدہ آیت ۳۵

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے پیارے بندوں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے۔ کیونکہ اعمال تو اِتَّقُوا اللّٰهَ میں آ گئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے۔

(۳) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ (پ ۱۱ ع ۲ سورہ توبہ)

اے محبوب ان مسلمانوں کے مالوں کا صدقہ قبول فرماؤ اور اس کے ذریعہ آپ انہیں پاک و صاف کرو۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ کیونکہ آپ کی دعا ان کے دل کا چین ہے۔ معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات اعمال صالحہ طہارت کا کافی وسیلہ نہیں بلکہ طہارت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے حاصل ہوتی ہے۔

(۴) هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (پ ۲۸ - سورۃ جمعہ)

رب تعالےٰ وہ قدرت والا ہے جس نے بے پڑھوں میں ان ہی میں سے رسول بھیجا۔ جو ان پر رب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔ اور انہیں پاک فرماتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک و صاف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

(۵) وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (پ ۱ سورہ بقر)

یہ اہلِ کتاب حضور کی تشریف آوری سے پہلے حضور کے طفیل کفار پر فتح کی دُعا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اہلِ کتاب آپ کے نام کے وسیلہ سے جنگوں میں دعائے فتح کرتے تھے اور قرآن کریم نے ان کے فعل پر اعتراض نہ کیا، بلکہ تائید کی اور فرمایا کہ ان کے نام کے وسیلہ سے تم دعائیں مانگا کرتے تھے اب ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام ہمیشہ سے وسیلہ ہے۔

(۶) فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (پ ۱ سورۃ بقرہ)

آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمے پائے جن کے وسیلہ سے دُعا کی اور رب نے ان کی توبہ قبول کی۔

بہت سے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے وسیلہ سے دعا کی جو قبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے کرام کا بھی وسیلہ ہیں۔

(۷) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ ۲ ع ۱ سورۃ بقرہ) ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پھرتے دیکھ رہے ہیں، اچھا ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیرے دیتے ہیں جس سے آپ راضی ہیں۔

معلوم ہوا کہ تبدیلی قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی یعنی کعبہ معظمہ حضور کے وسیلہ سے قبلہ بنا۔ جب کعبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کا محتاج ہے تو ما و شما کا کیا پوچھنا ہے۔

(۸) وَكَانَ ... حَسَنًا

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا (پ ۱۶ ع ۱ سورہ کہف) حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار بنا کر موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا سرمایہ ہے ان کا باپ نیک تھا اس لئے تیرے رب نے چاہا کہ ان کا خزانہ محفوظ رہے اور یہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں۔

معلوم ہوا کہ ان یتیم بچوں پر رب کا یہ کرم ہوا کہ ان کی شکستہ دیوار بنانے کے لئے دو مقبول بندے بھیجے گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا یعنی نیک باپ کے وسیلے سے اولاد پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے۔

(۹) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ (پ ۱۵ ع ۶ سورۃ بنی اسرائیل)

وہ مقبول بندے جن کی بت پرست پوجا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن نیک بندوں کی کفار پوجا کرتے ہیں ان میں ہر ایک اللہ سے زیادہ قرب والے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس تلاش وسیلہ پر اعتراض نہ فرمایا۔

(۱۰) وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پ ۲۶ ع ۱۰ سورۃ فتح) (اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے (اگر اس امر کا اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر خرابی آپڑتی (بے خبری میں ...) ... میں دیر اس لئے ہوئی

تاکہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے اگر وہ مسلمان کفار مکہ سے جدا ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب کی سزا دیتے۔

معلوم ہوا کہ کفار مکہ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کچھ مسلمان رہ گئے تھے یعنی شہر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ہونا بے دینوں کے امن کا وسیلہ ہوتا ہے

(۱۱) وَقَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا (پ ۱۵ ع ۱۷۔ سورہ کہف) غالب آنے والے لوگ بولے کہ ہم اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانا تاکہ ان کے وسیلہ سے نماز میں برکت ہو اور زیادہ قبول ہو ہمیشہ سے مسلمانوں کا دستور رہا ہے قرآن کریم نے اصحاب کہف کی غار پر مسجد بنانے کا ذکر کیا اور اس کی تردید نہ کی جس سے پتہ لگا کہ ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا۔

(۱۲) اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۝ (پ ۱۳ ع ۱۰ سورہ یوسف) یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد ماجد کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس کے وسیلے سے دکھ دور ہو جاتے ہیں شفا ملتی ہے۔

(۱۳) لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ پ ۳۰ سورۃ بلد) میں قسم فرماتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ کہ اے محبوب اس میں تم تشریف فرما ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مکہ مکرمہ کو یہ فضیلت ملی کہ رب نے اس کی قسم فرمائی۔

(۱۴) وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ۝ وَطُورِ سِينِينَ ۝ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝ (پ ۳۰ سورۃ التین) یعنی قسم ہے انجیر، زیتون اور طور سینا کی اور اس امانت والے شہر کی معلوم ہوا

کہ موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے انجیر اور طور پہاڑ کو عزت ملی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مکہ شریف کو ایسی برکت حاصل ہوئی کہ اس کی قسم رب نے فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کا نفع بے جان چیزوں کو بھی پہنچ جاتا ہے۔

(۵) اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۔ (پ ۲ ع ۱۵ ۔ سورہ بقرہ) شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہت کی دلیل یہ ہے کہ ان کے پاس تابوتِ سکینہ آویگا۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے تبرکات ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ صندوق دیا تھا جس میں موسیٰ علیہ السلام کا نعلین شریف اور ہارون علیہ السلام کی دستار مبارک اور دیگر تبرکات تھے جسے بنی اسرائیل جنگ میں اپنے آگے رکھتے تھے جس کی برکت سے دشمن پر فتح پاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کے وسیلہ سے آفات دور ہوتی ہیں۔ مشکلات حل ہوتی ہیں۔

(۶) اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۳ ع ۱۲ سورہ آل عمران) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں جس سے وہ باذن پروردگار پرندہ بن جاتا ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم کے وسیلہ سے مٹی میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور بیماروں کو شفا ہو جاتی ہے۔

(۷) فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ (پ ۱۶ ع ۱۴ سورۃ طٰہٰ) سامری بولا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی لی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں [illegible] السلام کی گھوڑی کے پاؤں

کی خاک کے وسیلے سے سونے کے بیجان بچھڑے میں جان پڑ گئی۔

(۱۸) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (پ ۲۱ ع ۱۴ سورہ سجدہ)
فرما دو کہ تم کو ملک الموت وفات دیں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ملک الموت کے وسیلے سے جان نکلتی ہے۔

(۱۹) قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (پ ۱۶ ع ۱ سورہ مریم) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ستھرا بیٹا بخشوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وسیلے سے لڑکا ملا۔

(۲۰) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ ۹ ع ۱۸ سورہ انفال)
اللہ انہیں عذاب نہ دیگا۔ حالانکہ آپ ان میں ہیں۔ یعنی اہل مکہ عذاب سے اس لئے بچے ہوئے ہیں۔ کہ ان میں آپ جلوہ گر ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عذاب الٰہی سے امن کا وسیلہ ہے۔

(۲۱) وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا الخ (پ ۱ ع ۷ سورہ بقرہ)
اور جب تم (بنی اسرائیل) نے کہا اے موسیٰ ہم ایک کھانے (یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہیں کریں گے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار نکالے۔ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل جب کوئی بات رب سے عرض کرنا چاہتے تو موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔

(۲۲) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ (پ ۳ ع ۱۳ سورہ آل عمران) یعنی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بے موسم پھل کھاتے ہوئے دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس کھڑے ہو کر [illegible] کے پاس دعا مانگنا

زیادہ باعثِ قبول ہے۔ اگرچہ دعا مانگنے والا زیادہ بزرگ ہو۔

احادیث

(۱) مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت شریح ابن عبید سے بروایت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس ابدال کے متعلق فرمایا۔ يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ الْعَذَابُ (مشکوٰۃ باب ذکر یمن وشام)

یعنی ان چالیس ابدال کے وسیلے سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جاوے گی اور شام والوں سے عذاب دور ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ سے بارش، فتح ونصرت اور بلا دفع ہوتی ہے۔

(۲) دارمی شریف میں ہے کہ ایک دفعہ مدینہ شریف میں بارش بند ہوگئی اور قحط پڑ گیا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ (مشکوٰۃ باب الکرامات) یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ روضۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چھت کھول دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا تو فوراً بارش ہوئی یہاں تک کہ چارہ اُگا۔ اونٹ موٹے ہوگئے گویا چربی سے بھر گئے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی قبر کے وسیلہ سے بارشیں آتی ہیں۔

(۳) شرح شفا میں ابن مکنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علی

اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ عہدِ فاروقی میں گرفتار ہو گئے آپ قید سے بھاگ نکلے کہ اچانک ایک شیر سامنے آگیا آپ نے شیر سے فرمایا۔

یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ کَیْتَ وَکَیْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَہٗ بَصْبَصَۃٌ حَتّٰی قَامَ اِلٰی جَنْبِہٖ کُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَھْوٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اَقْبَلَ یَمْشِیْ اِلٰی جَنْبِہٖ حَتّٰی بَلَغَ الْجَیْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ (مشکوٰۃ باب الکرامات)

یعنی اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے۔ یہ سُن کر شیر دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ کے پاس آگیا اور ساتھ چل دیا۔ جب کوئی آواز سنتا تو فوراً اِدھر پہنچتا۔ اور پھر حضرت سفینہ کے پاس آجاتا۔ غرض اسی طرح حفاظت اور خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے۔ پھر لوٹ گیا معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے شیر بھی تابع ہو جاتے ہیں۔ اور شیر حضور کے غلاموں کو پہنچاتے ہیں۔

(۲) مسلم و بخاری میں ہے کہ معراج کی رات پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَ اُمِرْتَ، قُلْتُ اُمِرْتُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَۃِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ (مشکوٰۃ باب المعراج)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم واپسی میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا؟ فرمایا ہر دن پچاس نمازوں کا فرمایا۔ حضور آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں۔ اپنی امت کیلئے ... مانگئے غرضکہ کئی بار عرض کرنے پر پانچ

رہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ رعایت اور رحمت ملی کہ بجائے پچاس نمازوں کی صرف پانچ باقی رہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ ان کی وفات کے بعد بھی فائدہ مند ہے

(۵) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بار قحط پڑا تو جمعہ کے دن خطبہ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا تو حضور نے اسی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰی ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِہٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ یعنی خدا کی قسم ابھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دعا کے ہاتھ نیچے نہ گئے تھے کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھا اور حضور اقدس منبر سے نہ اترے تھے کہ بارش کا پانی آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتا تھا۔ سات دن بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ کو پھر زیادتی بارش کی شکایت کی گئی

فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ (مشکوٰۃ باب المعجزات)

تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ مولیٰ اب ہم پر نہ برسے۔ ہمارے آس پاس برسے پھر بادل کو جس طرف اشارہ فرماتے ادھر ہی پھٹ جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبتوں کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرتے تھے۔

(۶) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (مشکوٰۃ کتاب العلم) ہم تقسیم فرمانے والے ہیں اور اللہ دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور پر نور تقسیم

فرماتے ہیں اور تقسیم فرمانے والا وسیلہ ہوتا ہے لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم خالق کی ہر نعمت کا وسیلہ ہیں۔

(۷) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ماعز سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طَہِّرْنِیْ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مجھے پاک فرما دیں (مشکوٰۃ باب الحدود) معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رب کا گناہ کر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے کہ ہمیں پاک فرما دیں کیونکہ حضورِ انور کو وسیلۂ نجات جانتے تھے۔

(۸) مسلم شریف باب السجود میں ہے کہ حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ میں آپ سے مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب کی تمام نعمتوں حتیٰ کہ جنت کے حصول کا وسیلہ سمجھ کر حضور پُر نور سے مانگتے تھے۔

(۹) ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کبشہ کے گھر ان کے مشکیزہ سے دہن مبارک لگا کر پانی پیا۔ تو قُمْتُ اِلَیْہَا فَقَطَعْتُہٗ میں اُٹھی اور میں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا (مشکوٰۃ باب الاشربہ)

اس کی شرح مرقاۃ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں اے فَمُ الْقِرْبَۃِ فَحَفِظْتُہٗ فِیْ بَیْتِیْ وَ اتَّخَذْتُہٗ شِفَاءً یعنی مشکیزہ کا منہ کاٹ کر گھر میں محفوظ رکھا۔ تاکہ اس سے شفا حاصل کی جاوے۔ معلوم ہوا کہ صحابیہ اسی مشکیزہ کے منہ کے ذریعہ بیماروں کی شفا حاصل کرتی تھیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مَس ہو جانے کی برکت سے اس چیز کو شفا کا وسیلہ جانتی تھیں۔

(۱۰) مسلم شریف میں ہے کہ ... حضور صلے اللہ علیہ وسلم

کا جبہ شریف تھا اور فرماتی تھیں۔ هٰذَا جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

یعنی یہ جبہ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کی وفات کے بعد میں نے اسے لے لیا اس جبہ شریف کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھو کر پلاتے ہیں اس سے شفا ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن شریف سے مس کئے ہوئے جبّہ کو شفا کا وسیلہ سمجھ کر اسے دھو کر پیتے ہیں۔

(۱۱) نسائی شریف میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئی اور عرض کی کہ ہمارے شہر میں عبادت خانہ یہود ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسے توڑ کر مسجد بنائیں۔

فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهٗ لَنَا فِيْ إِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ اخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَيْتُمْ اَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا (مشکوٰۃ باب المساجد)

ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا غسالہ مانگا تو آپ نے پانی منگا کر وضو کیا اور کلی کی اور یہ تمام پانی کلی اور وضو کا ایک برتن میں ڈال کر ہمیں عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ اپنے بیعہ میں اس پانی کو چھڑک دو اور وہاں مسجد بنا لو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غسالہ باطنی گندگی دور کرنے ...

معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا۔ وہ میں نے اسی دن کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ اس کپڑے کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔

وَخُذْ ذَالِكَ الشَّعْرَ وَالْاَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِیْ فَمِیْ وَعَلٰی عَیْنِیْ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّیْ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ بال اور ناخن لو انہیں میرے منہ اور آنکھوں اور سجدوں کی جگہوں میں رکھ دینا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات کو راحت قبر کا وسیلہ سمجھ کر اپنی قبروں میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ (از الحرف الحسن)

(۱۳) ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کو قمیص کا کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹ کر آرام فرمایا۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا اِنِّیْ اَلْبَسْتُهَا لِتَلْبَسَ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِیْ قَبْرِهَا لِاُخَفِّفَ عَنْهَا مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ۔ ہم نے اپنی چچی صاحبہ کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی تاکہ ان کو جنت کا لباس پہنایا جاوے۔ اور ان کی قبر میں اس لئے آرام فرمایا تاکہ انہیں تنگی قبر سے امن ملے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس جنتی جوڑے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور جس جگہ ان کا پاک قدم پڑ جاوے وہاں آفات سے امن ہو جاتا ہے۔

(۱۴) مسلم شریف میں ہے۔ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَةِ بِاٰنِیَتِهِمْ فِیْهَا الْمَاءُ فَمَا یُؤْتٰی بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْهَا

(مشکوٰۃ باب اخلاق النبی صلے اللہ علیہ وسلم) جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر پڑھتے تھے تو مدینہ منورہ کے نیچے برتنوں میں پانی لے آتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مدینے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کی برکت کو بیماروں کی شفا کا وسیلہ سمجھتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی ان کو منع نہ فرماتے تھے۔ بلکہ اپنا ہاتھ شریف پانی میں ڈال دیتے تھے۔

(۱۵) مسلم و بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْكُمْ مَنْ صَاحَبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے پس کہیں گے کیا تم میں کوئی صحابی رسول اللہ بھی ہیں۔ جواب ملے گا۔ ہاں اس صحابی کے وسیلے سے انہیں فتح نصیب ہو گی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کے پیاروں کے وسیلہ جہاد میں فتح نصیب ہوتی ہے اور ان کا وسیلہ پکڑنے کا حکم ہے اس حدیث میں تابعین تبع تابعین کے وسیلہ کا ذکر بھی ہے یعنی اولیاء اللہ کے توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۶) بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ (مشکوٰۃ باب فضل الفقراء) تم کو نہیں فتح ملتی اور نہیں رزق ملتا مگر ضعیف مومنوں کی برکت اور وسیلے سے معلوم ہوا کہ فقراء کے وسیلے سے بارش ہوتی ہے رزق ملتا ہے۔ فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۷) ترمذی ابو داؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ (مشکوٰۃ باب الشفاعۃ)

یعنی میری سفارش وشفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے
اس کی شرح میں شیخ عبدالحق لمعات میں فرماتے ہیں۔ اَیْ لِوَضْعِ السَّیِّاٰتِ
وَاَمَّا الشَّفَاعَۃُ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ فَلِکُلٍّ مِنَ الْاَتْقِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ
یعنی گنہگاروں کے لئے تو معافی دلانے کی سفارش ہوگی. لیکن درجات بلند
کرانے کی شفاعت وہ ہر متقی اور ولی کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر قسم کا مومن
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کا حاجتمند ہے۔ بہت سے بدعمل لوگ بھی حضور
پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنتی ہو جائیں گے۔ اور کوئی ولی بھی
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز نہیں۔

(۱۸) ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔
یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلٰثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ
(مشکوٰۃ باب الشفاعۃ)

یعنی قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے. انبیاء، علماء
پھر شہداء. لوگو! معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل علماء، شہداء
عام مسلمانوں کے لئے وسیلۂ نجات ہیں۔

(۱۹) ترمذی۔ دارمی۔ ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ بَنِیْ
تَمِیْمٍ۔ (مشکوٰۃ باب الشفاعت) یعنی میرے ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم
قبیلہ سے زیادہ آدمی جنت میں جائیں گے

اس کی شرح مرقات میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ قِیْلَ الرَّجُلُ
عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَقِیْلَ اُوَیْسٌ قَرْنِیْ وَقِیْلَ غَیْرُہٗ۔
بعض علماء نے فرمایا وہ عثمان غنی ہیں. بعض نے فرمایا کہ وہ شخص اویس

قرنی ہیں۔ بعض نے کہا کوئی اور بزرگ ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی بھی وسیلۂ نجات ہیں۔

(۲۰) شرح سنہ میں ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک اونٹ نے جو کھیت میں کام کر رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور منہ اپنا زانوئے پاک پر رکھ کر فریادی ہوا۔ سرکار دو عالم نے اس کے مالک کو فرمایا کہ یَا تَدَّهُ شَکیٰ کَثْرَۃَ الْعَمَلِ وَقِلَّۃَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَیْہِ (مشکوٰۃ باب المعجزات) یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم دیتے ہو۔ اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ معلوم ہوا کہ بے عقل جانور بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رفع حاجات کے لئے وسیلہ جانتے ہیں۔ جو انسان ہو کر ان کے وسیلہ کا منکر ہو وہ اونٹ سے زیادہ بے عقل ہے۔

(۲۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے ابولہب کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوئی کیونکہ اس کی لونڈی ثویبہ نے حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا (بخاری شریف کتاب الرضاع)

معلوم ہوا کہ نبی کا وسیلہ ایسی نعمت ہے جس کا فائدہ ابولہب جیسے مردود نے بھی کچھ پا لیا۔ مسلمان تو ان کا بندۂ بے دام ہے۔

(۲۲) بخاری شریف کتاب المساجد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما حج کو جاتے ہوئے ہر اس جگہ نماز پڑھتے تھے، جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے موقع پر نماز پڑھی تھی یہ مقامات بخاری شریف نے بتائے بھی ہیں معلوم ہوا کہ جس جگہ بزرگ عبادت کرے وہ جگہ قبولیت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

بزرگانِ دین کے اقوال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے اولیاء اللہ اور علماء بھی وسیلہ ہیں۔ ہم صحابہ کرام کے قول اور عمل احادیث کے باب میں بیان کر چکے ہیں اب علماء اور اولیاء کے کلام کو سنو اور اپنا ایمان تازہ کرو۔

۱۔ حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ غوثیہ میں اپنے خداداد اختیارات بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

میں جو دنیا پر راج کر رہا ہوں اور میرے قبضہ میں زمین و زمان، مکین و مکان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نقشِ قدم پر ہوتا ہے اور اس کا مظہر ہوتا ہے۔ میں نبیوں کے چاند رسولوں کے سورج حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک کی نگاہ میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ایسی اہم چیز ہیں کہ انہیں سارے مراتب عالیہ اسی سرکار سے میسر ہوئے۔

۲۔ اماموں کے امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

یا رسول اللہ میں حضور کی عطا کا امیدوار ہوں اور مخلوق میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا کوئی نہیں، معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۔امام بوصیری رضی اللہ عنہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ اور جو مقبول بارگاہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہو چکا ہے۔

وَمَنْ تَکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ   اِنْ تَلْقَہُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِہَا تَجِمِ

یعنی جس کی مدد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمادیں وہ شیروں سے بھی بچ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر مصیبت کے دفع کا وسیلہ مانتے ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہٗ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم   بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ نیکوں کے وسیلہ سے بروں کو بخش دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ علماء و صالحین کے وسیلہ سے گنہگاروں کی مغفرت مانتے ہیں۔

(۵) شیخ عطار فریدالدین قدس سرہٗ پندنامہ عطار میں فرماتے ہیں ؎

آنکہ آمد نہ فلک معراج او   انبیاء و اولیاء محتاج او

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم وہ شان والے ہیں کہ نو آسمانوں کی معراج فرمائی اور تمام نبی ولی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاجتمند ہیں۔ معلوم ہوا کہ شیخ عطار قدس سرہٗ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۶) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اگر نام محمد را نہ آوردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اگر حضور ... علیہ السلام ...

نہ کرتے تو ان کی توبہ کبھی قبول نہ ہوتی۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ نہ پکڑتے تو غرق سے نجات نہ پاتے معلوم ہوا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول دعا کا اور آفات سے بچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

۷۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اے بسا در گور خفتہ خاک دار　　　بہ ز صد احیاء بنفع و انتشار
سایہ او بود و خاکش سایہ مند　　　صد ہزاراں زندہ در سایہ اند

بہت سے قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں ان کی قبر کی خاک بھی لوگوں پر سایہ فگن ہے لاکھوں زندے ان قبر والوں کے سایہ میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ مولانا قدس سرہٗ اللہ تعالٰی کے پیارے بندوں کو وفات کے بعد زندوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۸) درود تاج شریف جو تمام اولیاء و علماء کا ورد وظیفہ ہے اس میں ہے وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں۔

(۹) مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر　　　ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو　　　ہمچو موسٰی زیر حکم خضر رو
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن　　　گرچہ طفلے را کشد تو مو مکن

یعنی پیر پکڑلو کیونکہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے اور جب پیر اختیار کرو تو اس کے تابع فرمان ہو جاؤ جیسے موسٰی علیہ السلام خضر علیہ

السلام کے کہ اگر پیر کسی کو توڑ دے تو دم نہ مارو۔ اگر بچہ کو بلا قصور قتل کر دے تو اعتراض نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ پیر کا وسیلہ پکڑنا مولانا کے نزدیک لازم ہے۔

(۱۰) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا — تواں یافت جز در پئے مصطفٰی

اے سعدی یہ خیال بھی نہ کرنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر تم راہ ہدایت پا سکو گے یعنی ایمان لانے اور اعمال کرنے کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

(۱۱) حنفیوں کے معتبر عالم ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمہ شیخ عبدالقادر صفحہ ۶۱ میں فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک نے فرمایا مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَ مَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَتِہٖ قُضِیَتْ یعنی جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد مانگے تو وہ مصیبت دور ہوگی اور جو کوئی تکلیف میں میرا نام لے کر پکارے تو تکلیف رفع ہوگی۔

اس کے بعد مولانا علی قاری نماز غوثیہ کی ترکیب بتا کر فرماتے ہیں۔ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا۔ صحیح ثابت ہوا۔ ملا علی قاری حضور غوث پاک کا وسیلہ پکڑ کر فرماتے ہیں کہ درست ہے اور حضور غوث پاک اپنا وسیلہ پکڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ملا علی قاری وہ بزرگ ہیں۔ جن کو دیوبندی وہابی بڑے زور شور سے مانتے ہیں۔

(۱۲) شامی شریف کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَاَ تَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَ اَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا۔

یعنی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے۔ تو تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں۔ تو فوراً حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ مذہب کے اتنے بڑے امام یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو وسیلہ دعا بنا کر سفر کر کے وہاں آتے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔

(۱۳) حصن حصین شریف کے شروع میں آداب دعا ارشاد فرماتے اس میں بحوالہ بخاری و بزار دعا کا ایک ادب یہ بیان فرمایا۔

وَاَنْ یَّتَوَسَّلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْاَنْبِیَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ۔

یعنی دعا مانگے انبیاء اور نیک بندوں کے وسیلہ سے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے پیاروں کا نام دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہے۔

(۱۴) اس کی شرح میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "خصوصاً حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کہ رجاء قبول بطفیل وے اکثر و اتم و اوفر باد و اکمل است و ضل انبیاء مرسلین و سیرت سلف صالحین است"

یعنی خصوصیت سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اس میں قبولیت بہت زیادہ ہے اور گذشتہ پیغمبروں اور بزرگوں کی یہ سنت ہے۔ اس جگہ شیخ عبدالحق صاحب ... علیہ السلام کی توبہ کا قصہ

بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے قبول ہوئی۔

(۱۵) اس کی شرح الحرز الوصلین میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔
مِنَ الْمَنْدُوْبَاتِ یعنی وسیلہ مستحب ہے۔

(۱۶) فقہا فرماتے ہیں کہ استسقا یعنی بارش مانگنے کی نماز میں جب جائیں تو شیر خوار بچوں کو ماؤں سے علیحدہ کر دیں اور جانوروں کو ساتھ لے جائیں کہ ان کے وسیلہ سے دعا ہو اور بارش ہو دیکھو عالمگیری شامی جوہرہ وغیرہ۔

دیکھو بارش مانگنے کے لیئے جانوروں اور بچوں کا وسیلہ اختیار کیا گیا۔

(۱۷) سلطان محمود غزنوی جب سومنات کے حملہ میں گھر گیا تو آپ نے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ کو سامنے رکھ کر دعا کی۔ کہ مولا! اس کے وسیلہ سے فتح دے۔ اور ایسی فتح پائی کہ آج تک مشہور ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ اسی لیے دیا تھا۔ جو وسیلہ ثابت ہوا۔

اقوالِ مخالفین

دیو بندیوں کے پیشوا بھی وسیلہ پر عقیدہ رکھتے تھے ہم وہ بھی پیش کرتے ہیں

(۱) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب نیل الشفاء بنعلِ مصطفیٰ میں فرماتے ہیں کہ فی زمانہ کثرتِ معاصی کی وجہ سے ہم پر بلیات کا ہجوم ہے اور دل وزبان کی کیفیت خراب ہونے کی وجہ سے توبہ استغفار قبول نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضورِ قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور امید قبول بھی ہے منجملہ ان وسائل کے بہ تجربہ بزرگان نقشہ نعل مقدسہ حضور سرورِ عالم فخرِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکات اور سریع الاثر پایا گیا ہے۔

غور کیجئے مولوی صاحب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریف کے نقشہ کو جو ہم خود کھینچ لیتے ہیں۔ قبول دُعا کے لیئے بہترین وسیلہ بتایا۔ تو جب شہنشاہ کے جوتوں شریف کا نقشہ قبول دعا کا وسیلہ ہے تو خود نعل شریف کیسا وسیلہ ہوگا۔ اور پھر اس جوتہ شریف کو پہننے والا اللہ کا [illegible] کس درجہ کا وسیلہ ہوگا۔

بے کسوں کا کس ہے اور بے بسوں کا بس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین مبارک سے وسیلہ پکڑنے کا طریقہ یوں بیان کرتے ہیں۔

اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری میں عرض کرے کہ الٰہی باجس مقدس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیئے ہوئے ہوں ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ الٰہی اسی نسبت غلامی پر نظر فرما کر برکت اسی نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما۔" پھر فرماتے ہیں: "پھر سر پر سے اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہت سے بوسے دے۔"

(۳) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین شریف کی برکات اس طرح بیان کرتے ہیں: "اسی نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص تبرکاً اس کو اپنے پاس رکھے۔ ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے۔ شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اگر حاملہ عورت درد زہ کی شدت میں اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے۔" الخ

موجودہ دیوبندی حضرات اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کی عبارتیں غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ مولوی صاحب مذکور نے کس دھڑلے سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل شریف کے نقشہ کو وسیلہ مانا ہے اور لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے۔ بلکہ آخر کتاب میں فرماتے ہیں" اور اس کو وسیلہ برکت سمجھیں۔" کتاب کے آخری صفحہ پر اسی نعل شریف کا نقشہ [illegible]

(۴) مولوی اشرف علی صاحب کے خلیفہ مولوی عبدالمجید صاحب نے مناجاتِ مقبول کے آٹھوں حزب میں کا انہوں نے اضافہ کیا ہے یہ اشعار لکھے ؎

ہیں جو تیرے بندۂ خاص اے غنی مولوی اشرف علی تھانوی
اُن کے صدقہ میں دعا مقبول کر یہ مناجات التجا مقبول کر

دیکھئے! اپنے پیر کے توسل سے دعا قبول کرا رہے ہیں یہ ہے پیر کا وسیلہ!

(۵) مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ترے بھروسہ پہ رکھتا ہے عزّو طاعت گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھیگا بنے گا کون ہمارا سوا ترے غمخوار

دیکھو! مولوی محمد قاسم صاحب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں ؎

بُرا ہوں بد ہوں گنہگار ہوں پر تیرا ہوں تیرا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں نابکار

(۶) مولوی اسمٰعیل صاحب صراطِ مستقیم دوسری ہدایت میں صفحہ ۶۰ میں فرماتے ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت حاصل ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت و قطبیت بلکہ قطبیت و غوثیت و ابدالیت اور انہیں جیسے باقی خطابات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کے وساطت سے ہوتے ہیں اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں اسی عبارت

میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دنیا کی نعمتیں جیسے بادشاہت وامارت اور آخرت کی نعمتیں جیسے ولایت وغوثیت سب کو ملتی ہیں۔

(۷) مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب میں حسب ذیل اشعار تحریر فرماتے ہیں۔

دستگیری کیجئے میری نبی ! کشمکش میں ہوں تم ہی میرے ولی

جز تمہارے کہاں ہے میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

ابن عبداللہ ! زمانہ ہے خلاف اے میرے مولا خبر لیجئے مری

اسی کتاب میں مولوی صاحب مثنوی شریف کا یہ شعر بھی نقل کرتے ہیں ؎

نام احمد چوں حصارے شد حصین پس چہ باشد ذاتِ آں روح الامین

یعنی جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نام مضبوط قلعہ ہے تو اس روح امین کی ذات مبارک کیسی ہو گی۔

(۸) شاہ ولی اللہ صاحب کشف قبور کے عمل میں تحریر فرماتے ہیں بعدہٗ ہفت کرہ طواف کند. دوران تکبیر بخواند وآغاز از راست کند و بعدہ بطرف رخسار نہد" اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس طواف میں تکبیر کہے دائیں سے شروع کرے بعد میں قبر کی بائیں طرف اپنا رخسار رکھے۔

اس عبارت کو مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں نقل فرماکر اس عمل کے جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ان مذکورہ بالا عبارات سے پتہ لگا کہ بزرگوں کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے ان کا نام بلکہ ان کی قبروں کی مٹی بھی وسیلہ ہے۔

(۹) شاہ [illegible] کرنے کا طریقہ

بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ثُمَّ یَتْلُو الشَّیْخُ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ۱؎ یعنی پھر مرشد مُرید کرتے وقت یہ دو آیتیں پڑھے۔ پہلی آیت یہ ہے، یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اور دوسری آیت وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

اس کی اردو شرح میں مولوی خرم علی صاحب وہابی کہتے ہیں، کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ دوسری آیت وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے۔ آگے کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے مراد ایمان لیجئے۔ اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔ چنانچہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ اتقوا اللہ میں داخل ہے۔ اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امتثالِ اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف علیہ ہے اس عبارت میں صاف طور پر مان لیا کہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ میں وسیلہ سے مراد نہ ایمان کا وسیلہ نہ اعمال بلکہ مرشد کا وسیلہ مراد ہے ورنہ معطوف و معطوف علیہ کا فرق نہ ہوگا۔

(۱۰) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیہ میں لکھتے ہیں ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
خدا ان کا مُربّی وہ مُربّی تھے خلائق کے
مرے مولٰے مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مولوی صاحب اپنے مرشد کو جسمانی و روحانی حاجت روا اور انہیں خلقت

کا مرتبہ مانتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔

عقلی دلائل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے حسب ذیل دلائل سے۔

(۱) رب تعالےٰ غنی اور ہم سب فقیر، جیسا کہ ارشاد تبارک و تعالےٰ ہے۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اور وہ غنی بغیر وسیلہ کے کوئی نعمت نہیں دیتا۔ ماں باپ کے وسیلہ سے جسم دیتا ہے استاد کے ذریعہ علم۔ پیر کے ذریعہ سے ایمان۔ مالداروں کے ذریعہ سے دولت فرشتہ کے ذریعہ سے شکل ملک الموت کے ذریعہ سے موت۔ غرضیکہ کوئی نعمت بغیر وسیلہ نہیں دیتا۔ تو ہم فقیر و محتاج ہو کر بغیر وسیلہ کے اس سے کیسے لے سکتے ہیں۔ وہ داتا اور غنی اور ہم منگتے اور فقیر اگر ہم نے بغیر وسیلہ اس سے لے لیا تو اس سے بڑھ گئے۔

(۲) دنیا ادنیٰ اور تھوڑی سی ہے۔ آخرت اعلیٰ اور زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ اور فرماتا ہے وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی جب دنیا حقیر چیز بغیر وسیلہ نہیں ملتی تو آخرت جو دنیا سے اعلیٰ ہے بغیر وسیلہ کیونکر مل سکتی ہے۔ اس لئے قرآن و ایمان دینے کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

(۳) ہمارے اعمال کی مقبولیت مشکوک ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیاء اللہ کی مقبولیت یقینی ہے۔ جب مشکوک اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں تو یقینی طور پر مقبول بندے بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہیں۔

(۴) اعمال صالحہ وسیلہ ہیں رب سے ملنے کا اور ان اعمال کا وسیلہ انبیاء و

اولیاء، علماء۔ تو یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ بھی وسیلہ ہے۔ لہٰذا یہ حضرات بھی وسیلہ ہیں۔

(۵) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے تین سو سال تک خانہ کعبہ میں بُت رکھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستِ اقدس سے کعبہ پاک وصاف کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کعبہ معظمہ جو خدا تعالےٰ کا گھر ہے، وہ بھی بغیر وسیلہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک نہ ہو سکا۔ تو تمہارے دل بغیر اس ذات کریم کے وسیلہ کے ہرگز پاک نہیں ہو سکتے۔

(۶) اسلام میں پہلے بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر حضور سرکار دوعالم کی خواہش پر کعبہ معظمہ قبلہ بنا تاکہ معلوم ہو کہ وہ قبلہ جو ہزارہا عبادات کی صحت کا وسیلہ ہے وہ بغیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قبلہ نہ بن سکا۔ لہٰذا تمہارا کوئی کام بغیر وسیلہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مقبول نہیں ہو سکتا۔

(۷) رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ سچوں کے ساتھ رہو اور سارے سچے اولیاء، علماء وسیلہ کے قائل رہے لہٰذا وسیلہ کا ماننا ہی سچا راستہ ہے۔

(۸) شیطان نے ہزاروں برس بغیر وسیلہ والی عبادات کیں، مگر وہ وسیلہ والا ایک سجدہ نہ کیا تو مردود ہو گیا۔ ملائکہ نے وسیلہ والا سجدہ کر کے محبوبیت پائی۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ والی عبادت تھوڑی بھی ہو تو بھی مقبول بارگاہِ الٰہی ہے۔

(۹) قیامت میں سب سے پہلے تلاش وسیلہ کی ہوگی پھر دوسرے کام یعنی بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے رب تعالےٰ نے کوئی کام شروع نہ فرمایا [illegible] جاریں ختم ہو

جائیں گی۔ مگر وسیلہ پکڑنا وہاں بھی باقی ہے۔

(۱۰) اگر بغیر وسیلہ عبادات درست ہوتیں تو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید بھی وہی معتبر ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانی جاوے عقلی توحید کا اعتبار نہیں۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں توحید ہے اور دوسرے جز میں وسیلہ توحید۔

(۱۱) نماز التحیات سے اور درود شریف سے مکمل ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکات نام کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی۔ جو اصل عبادت ہے۔

(۱۲) قبر میں مُردہ سے تین سوال ہوتے ہیں۔ پہلا سوال توحید کا اور دوسرا دین کا۔ مگر ان دونوں سوالوں کے جواب درست دینے پر بھی بندہ کامیاب نہیں ہوتا اور جنت کی کھڑکی نہیں کھلتی۔ سوال تیسرا یہ ہوتا ہے۔ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ تو اس کالی زلفوں والے ہرے گنبد والے محبوب کو کیا کہتا تھا؟ دیکھ تیرے سامنے جلوہ گر ہیں۔ حضور کا فرمانبردار بندہ جواب دیتا ہے کہ یہ میرے رسول میرے نبی ہیں اور میں ان کا اُمتی ہوں ؎

نکیرو! پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے مولا یہ میرے داتا
مگر تم ان سے تو پوچھو آنا یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں

تب بندہ پاس ہوتا ہے اور آواز آتی ہے۔ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا مِّنَ الْجَنَّةِ۔ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔

معلوم ہوا کہ وسیلہ کے بغیر قبر میں بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ وہاں اعمال کا ذکر نہیں ہوتا۔ اعمال کا ذکر تو قیامت میں ہوگا۔

(۱۳) دنیا آخرت کا نمونہ ہے کہ یہاں سے حالات دیکھ کر وہاں کا پتہ لگاؤ کہ ایسے ہی وہاں بھی ہوگا۔ اس لئے قرآن کریم میں دنیا کے حالات سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دنیا میں اصل فیض دینے والا ایک ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلا فیض لینے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ پھر وسیلہ کے ذریعہ یہ فیض اوروں تک پہنچتا ہے۔ بادشاہ ایک۔ اس کا وزیر ایک۔ پھر حکام کے ذریعہ اس کے احکام رعایا تک پہنچتے ہیں سورج ایک اس کا وزیر اعظم چاند بھی ایک پھر اس سے فیض لیتے ہیں بے شمار تارے درخت کی جڑ ایک اور اس کا تنہ ایک پھر گدے چند اور شاخیں سینکڑوں اور پتے ہزاروں۔ ان ہزاروں پتوں میں جڑ کا فیض تنے اور گدوں اور شاخوں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ انسان کا دل جو گویا جسم کا بادشاہ ہے وہ ایک اس دل کا وزیر اعظم جگر ایک۔ پھر بہت سی رگیں وسیلہ کے طور پر جسم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جن سے جسم کا ہر حصہ دل کا فیض لیتا ہے۔

پس اس طرح رب تعالٰے شہنشاہ احکم الحاکمین ایک اور محبوب اعظم حضور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک۔ جو رب تعالٰے سے فیض لیتے ہیں۔ پھر اولیاء، علماء وسیلہ کی طرح عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ رب کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے۔ ان وسائل کو چھوڑنے والا رب کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے۔ ان کو چھوڑنے والا رب کا فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

(۱۴) [illegible] تو درمیان میں ایسے وسیلہ

کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو قوی سے فیض لینے اور کمزوروں کو فیض دینے
پر قادر ہو۔ اگر روئی کو گرم کرنا ہے تو درمیان میں توے کی ضرورت
ہے۔ اور اگر سورج کو دیکھنا ہے تو بیچ میں اس ٹھنڈے شیشہ کی ضرورت
ہے جو سورج کی تیز شعاعوں کو ٹھنڈا کر کے آنکھ کے دیکھنے کے قابل بنا دے۔
اللہ تعالٰے قوی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اور تمام بندے کمزور
اور ضعیف خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ ناممکن تھا کہ کمزور اور ضعیف
بندہ بلاواسطہ غالب قوی رب سے فیض لے لیتا۔ روئی نار سے بلاواسطہ
فیض لینے سے مجبور و معذور ہے۔ تو ہم کمزور نور مطلق سے فیض لینے سے
معذور ہیں اسی لئے خالق و مخلوق۔ رب و مربوب کے درمیان ایک ایسے
برزخ کبریٰ کی ضرورت تھی۔ جو رب سے فیض لینے اور مخلوق کو فیض
دینے پر قادر ہو۔ ادھر رب اعلان کرے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ
ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ نبی کا کلام رب کا فرمان ہوتا ہے ادھر وہ
برزخ کبریٰ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہہ کر بندوں کو اپنی طرف مائل
فرمائے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں۔ میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ فرشتہ یا جن
وغیرہ کی جنس سے نہیں ہوں۔ اسی وسیلہ عظمیٰ کا نام محمد مصطفیٰ ہے
صلے اللہ علیہ وسلم ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

(۵) اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا برا اور ناجائز ہے
تو نماز بھی ختم ہونی چاہیے کیونکہ امام مردہ کے لئے ہم وسیلہ بن کر دعا
کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا اور نابالغ مُردہ کو ہم اپنا وسیلہ بناتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

خدایا! اس بچہ کو قیامت میں ہمارا پیش رو بنا کہ ہمیں جنت میں لے جاوے اور ہمارے لئے ثواب کا وسیلہ اور نیکی کا ذخیرہ بنا۔ اور ہمارے لئے ہمارا سفارشی بنا۔ نماز جنازہ وسیلہ پر ہی قائم ہے۔

(۱۶) مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے کیوں؟ کیا دوسری مسجدیں خدا کا گھر نہیں ہیں؟ صرف اسی لئے یہ ثواب بڑھا کہ اس میں حضور مصطفےٰ احمد مجتبےٰ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے ہیں۔ اسی طرح مسجد بیت المقدس میں کئی ہزار پیغمبر جلوہ گر ہیں۔ کعبہ میں بھی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ۔ اس لئے کہ وہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام پیدائش ہے اور وہاں بیت اللہ چاہ زمزم اور مقام ابراہیم ہے۔ ان کے وسیلہ سے ثواب زیادہ ہو گیا وسیلہ والی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

(۱۷) اور مسجدوں میں پہلی صف کا درجہ زیادہ۔ مگر مسجد نبوی میں تیسری صف کا ثواب بڑھ کر۔ اور مسجدوں میں صف کا داہنا حصہ افضل مگر مسجد نبوی شریف میں صف کا بایاں حصہ افضل۔ کیوں؟ اس لئے کہ تیسری صف روضہ شریف سے قریب تر ہے اور روضہ پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کی بائیں طرف ہے۔ جیسے جسم میں دل۔ اب بائیں طرف کھڑے ہونے میں روضہ پاک سے زیادہ قریب ہوگا اور جتنا زیادہ قریب اتنا ثواب زیادہ۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ذات بابرکات

مقبولیت کے لیے وسیلہ عظمیٰ ہے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۸) بزرگوں کا وسیلہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب یہ ایسے مسائل ہیں جن کے مسلمان تو کیا، کفار منافقین بلکہ جانور بھی قائل تھے۔ دیکھو فرعون پر جب عذاب آتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ ابوجہل وغیرہ کفار قحط اور دیگر مصیبتوں میں حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دعا کے لئے آتے تھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ الخ

فرعون نے ڈوبتے وقت کہا۔ اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ جانور مصیبت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد لاتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فریاد رس ہی سرکار صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۱۹) اگرچہ ریل ساری لائن سے گزرتی ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہی ہے۔ ایسے ہی رب کی رحمت کے اسٹیشن انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں۔ اس لئے ان کے پاس جاؤ رب تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ یہی وسیلہ ہے۔

(۲۰) بادشاہ کی خاطر عمدہ جگہ، اعلیٰ ہوا اور دیگر تکلفات کا انتظام ہوتا ہے جو بادشاہ کے پاس آکر بیٹھ جاوے تو وہ بھی ان چیزوں سے فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ ایسے ہی جہاں اللہ تعالےٰ کے پیارے ہوتے ہیں وہاں رب کی رحمت کے پنکھے چلتے ہیں۔ جو ان کی بارگاہ میں اخلاص سے حاضر ہو جاوے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ یہی وسیلہ ہے۔ اسی لئے بزرگوں کے مزارات کے پاس گنہگار اپنی قبریں بنواتے ہیں مسجدیں تیار کراتے ہیں۔ وہ عبادات

کرتے ہیں تاکہ ان کی طفیل بخشش ہو اور نماز زیادہ قبول ہو۔

(۱۲) اگر معمولی کام کا تعلق پیغمبر سے ہو جاوے تو اچھا بن جاتا ہے اور اگر اچھے کام کا تعلق پیغمبر سے نہ ہو تو برا ہو جاتا ہے۔ نفس اور نام کے لئے لڑنا فساد کہلاتا ہے اور حضور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔ فساد گناہ اور جہاد اعلیٰ عبادت ہے۔ قابیل اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے قریباً ایک قسم کا قصور ہوا۔ لیکن قابیل کے قصور کی بنا عورت کی محبت تھی اور ان کے قصور کی بنا نبی کی محبت پر۔ یہ چاہتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کو علیحدہ کراؤ تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہم سے محبت کرنے لگے۔ لہذا نتیجہ میں یہ فرق ہے کہ قابیل تو مردود مرا۔ اور یہ لوگ محبوب بن گئے۔ کہ انہیں تاروں کی شکل میں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ پیغمبر اعلیٰ چیز ہے۔

دوسرا باب

وسیلۂ اولیاء اللہ پر اعتراضات و جوابات

ساری اُمت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑا جاوے۔ جیسے پہلے باب میں گزر چکا ہے مگر اب آخر زمانہ میں ایک محمد ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم نے وسیلۂ اولیاء اللہ کا انکار کیا۔ علمائے دین نے ابن تیمیہ کو گمراہ اور گمراہ گن فرمایا ہے۔ موجودہ زمانہ کے وہابی دیوبندی ابن تیمیہ کی پیروی میں وسیلہ کے منکر ہو گئے اب چونکہ اسی مسئلہ پر زور ہے۔ اس لیئے ہم اس باب میں ان کے تمام ان دلائل کا جواب دیتے ہیں جو اب تک وہ پیش کر سکے ہیں۔ بلکہ عام وہابی دیوبندیوں کو یہ اعتراضات معلوم ہی نہیں ہوتے جو ہم ان کی وکالت میں بنا کر جواب دیتے ہیں رب تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

بعض دیوبندی تو وسیلہ اولیاء اللہ کے مطلقاً منکر ہیں۔ اور بعض وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ ہونے کے منکر ہیں اور زندہ ولیوں کے وسیلہ کے قائل ہیں ہم دونوں کے دلائل اور جواب عرض کرتے ہیں۔

(۱) رب تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ [illegible] معلوم ہوا کہ رب

تعالےٰ مددگار ہے اور کسی کو وسیلہ بنانا ایک طرح مددگار ماننا ہے۔ یہ شرک ہے۔

جواب: اس کے تین جواب ہیں ایک یہ کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد ہے خدا تعالےٰ کے مقابل ہو کر یعنی اگر رب تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی خدا کے مقابل اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ لہذا ولی اللہ کا وسیلہ درست ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ اگر رب تعالےٰ ہی تمہیں رسوا کرنا چاہے تو تمہاری مدد کون کر سکتا ہے مسلمانوں کو رب پر ہی توکل کرنا چاہیے۔ یہ آیت تمہاری پیش کردہ آیت کی تفسیر ہے دوسرے یہ کہ یہاں مدد سے مستقل مدد مراد ہے۔ یعنی مستقل مدد رب تعالےٰ کی ہی ہے باقی وسیلوں کی مدد رب تعالےٰ کے اذن اور اسی کی اجازت سے ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد ہے اگر تم کفر اختیار کرو تو تمہارا مددگار کوئی نہیں رب تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ہ ظالموں یعنی کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر یہ مطلب نہ کئے جائیں تو بتاؤ اس آیت کے کیا معنی ہونگے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ہ یعنی اے مسلمانو! تمہارے مددگار اللہ اور اس کا رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں یہاں تین ذاتوں کو ولی فرمایا گیا۔ نیز فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے مددگار [illegible] کا ثبوت ہے اور تمہاری پیش کردہ

آیت میں ان کی نفی ہے تو ایسے معنی کرو جس سے تعارض پیدا نہ ہو۔

(۱۲) رب تعالیٰ نے کفار کا کفریہ عقیدہ بیان کرتا ہے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لئے کہ ہمیں رب تعالیٰ سے قریب کر دیں۔ معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدا رسی کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ جسے شرک کہا گیا ہے لہٰذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب، اس کے بھی دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو رب نے کفر نہیں فرمایا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا۔ فرمایا۔ نَعْبُدُهُمْ ہم اس لئے انہیں پوجتے ہیں۔ کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے۔ اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے۔ الحمد للہ مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں۔ مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آبِ زمزم لائے ہیں وہ مومن ہیں۔ کیونکہ مسلمان آبِ زمزم کی اس لئے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ بلکہ مقام ابراہیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں آپ مومن ہیں کیوں؟ اس لئے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لئے وہ اس تعظیم سے کافر ہے، اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے۔ ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔

[illegible] تعظیم ایمان ہے۔

تفسیر روح البیان شریف میں سورہ احقاف میں اِتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ وسیلہ دو قسم کا ہے۔ وسیلہ ہدیٰ اور وسیلہ ہویٰ۔ یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ ہیں۔ ولی۔ الہام۔ وحی ہدایت کا وسیلہ ہے۔ اور بت۔ شیطان وسوسے گمراہی کے وسیلے ہیں۔ آیت پیش کردہ میں وسیلہ ہویٰ کو اختیار کرنا کفر ہے وہی اس آیت میں مراد ہے۔

(۳) رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ برابر ہے کہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا مغفرت کا وسیلہ نہیں۔ جب آپ کی دُعا کا وسیلہ نہیں تو دیگر اولیاء کا ذکر ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض گجرات کے جاہل دیوبندی وہابیوں کا ہے۔

جواب: یہ آیت ان منافقین کے حق میں اُتری ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے اور دیوبندیوں کی طرح براہ راست رب تک پہنچنا چاہتے تھے۔ اسی آیت سے پہلے یہ ہے۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں تو آپ سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے اور عذر کرتے ہوئے حاضری بارگاہ سے رُک جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے محبوب! جو آپ سے بے نیاز ہوں اور آپ اپنی رحمت سے ان کے لئے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں بخشیں گے [illegible] وسیلے کے بغیر جنت میں جائے

اس آیت سے توسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔ یہی قرآن مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ مسلمانوں کو دعا دیں۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا بے کار ہو تو اس کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ جناب بات یہ ہے ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

بارش ہے تو فائدہ مند۔ مگر بدقسمت شورہ زمین اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتی۔ اس میں اس زمین کا اپنا قصور ہے نہ کہ بارش کا۔

دہی رب تعالٰے فرماتا ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ۔ یعنی ان میں سے کسی کی آپ نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نعش کو اپنی قمیص پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا۔ اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ تب یہ آیت اتری جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کاموں سے منع فرما دیا۔ دیکھو حضور کی دعا۔ نماز جنازہ قمیص پہنانا۔ منہ میں لعاب ڈالنا سب بے کار گیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے اعمال خراب تھے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں۔

جواب: اس کا جواب اسی میں موجود ہے رب تعالٰے فرماتا ہے۔

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

کیونکہ انہوں نے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول کا انکار کیا اور کفر پر مر گئے اور وہ فاسق ہیں۔ معلوم ہوا کہ چونکہ وہ زندگی میں منافق

تھا۔ اور کفر پر موت ہوئی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی وسیلہ مفید نہ ہوا وسیلے مومنوں کے لئے ہیں کافروں کے لئے نہیں۔ اعلیٰ دوائیں بیماروں کیلئے مفید ہیں۔ مُردہ کے لئے نہیں اور گناہگار مومن گویا بیمار ہے اور کافر اور منافق مردہ ہے۔

(۵) رب تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے۔ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ اور کہیں فرماتا ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝ یعنی اس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی نہ کسی کی سفارش۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

جواب: یہ سب آیتیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے آگے رب فرماتا ہے۔ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیزگاروں کے کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے نیز فرماتا ہے۔

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ اس دن مال و اولاد کام نہ آئے گی۔ سوا اس کے جو رب کے پاس سلامت دل لے کر آوے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد قیامت میں کام آویں گے۔

(۶) رب تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح یعنی جنت پاؤ۔ اس میں وسیلہ سے مراد اعمال کا وظیفہ ہے۔ نہ کہ بزرگوں کا۔ کیونکہ جن بزرگوں کو وسیلہ بناتے ہو وہ خود اعمال کرتے ہیں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ اعمال تو اِتَّقُوا اللّٰہَ میں آ چکے تھے۔ اگر وسیلہ سے بھی مراد اعمال ہوں تو آیت میں تکرار بے کار ہوگی۔ لہٰذا یہاں وسیلہ سے مراد بزرگوں کا وسیلہ ہے دوسرے یہ کہ اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو مسلمانوں کے بچے دیوانہ مسلمان اور وہ نو مسلم جو مسلمان ہوتے ہی مر گیا۔ ان کے پاس اعمال نہیں وہ کس کا وسیلہ پکڑیں۔ تیسرے اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو شیطان کے پاس اعمال بے شمار تھے وہ اس کے لئے وسیلہ کیوں نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ اگر اعمال ہی مراد ہوں تو اعمال بھی نبی کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں تو وہ حضرات اعمال کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ خود وسیلہ ہوتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے اعمال بزرگوں کی نقل ہیں۔ رمی (حج میں کنکر مارنا) حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل ہے۔ صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی نقل ہے قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نقل۔ طواف میں اکڑ کر چلنا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نقل ہے۔ اس لئے ان اعمال پر ثواب ملتا ہے کہ یہ اچھوں کی نقل ہے۔ اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمٰن میں دیکھو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ، نماز، ... نقل ہے۔ حدیث

شریف میں ہے کہ جنت خالی رہ جائے گی. تو ایک جماعت جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی. بتاؤ اس جماعت نے کون سے اعمال کئے تھے۔

نوٹ ضروری

جنت کا داخلہ تین طرح ہوگا. کسبی، وہبی، عطائی. کسبی وہ جس میں جنتی کے عمل کو دخل ہو۔ جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ جنت وہبی وہ جو کسی بندے کی طفیل سے ملے اپنے عمل کو کوئی دخل نہ ہو۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور دیوانہ مسلمان کہ یہ جنتی ہیں. مگر بغیر اعمال جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ. جنت عطائی وہ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے کسی اور شے کو دخل نہ ہو جیسے جنت بھرنے کے لئے جو مخلوق پیدا ہو گی یا جو بغیر شفاعت جنت میں جائیں گے. جنہیں جہنمی کہا جاوے گا. جن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رب تعالیٰ اپنا ایک قدرت کا لپ (چلو) جہنمی لوگوں سے بھر کر جنت میں داخل کرے گا. یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا. مگر وسیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کو درکار ہے. غرضیکہ بغیر اعمال جنت مل سکتی ہے بغیر وسیلہ جنت ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔

(۷) قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت فرمائی تو آپ سے فرمایا گیا يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ. اے نوح! یہ آپ کے گھر والوں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل خراب ہیں. معلوم ہوا کہ عمل خراب ہوتے ہوئے پیغمبر کی ولی وسیلہ

نہیں۔

جواب: جی ہاں اس کنعان کا عمل خراب یہ تھا کہ وہ نبی کا وسیلہ کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ کے دامن میں نہ آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ یعنی اے بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔ میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا۔ وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔ اس لئے غرق ہو گیا۔ اب جو نبیوں کے وسیلہ کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے۔

اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کر لیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لئے دعا کرنا چاہی تو فرمادیا گیا۔ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ یعنی اے ابراہیم ان کے لئے دعا نہ کرو۔ ان پر عذاب آکر ہی رہے گا۔ دیکھو پیغمبر کی دعا غیر مقبول ہوئی۔

جواب: قوم لوط کافر تھی اور کفار کے لئے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر سامری سے فرمایا۔ اِذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ۔ خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائیگی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھونا۔ حضرت کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے منہ کی یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس

کے جسم میں یہ تاثیر ہو گئی کہ جو اس سے چھوتا اُسے بھی بخار ہو جاتا۔ اور خود سامری کو بھی۔ ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے

نوٹ ضروری: انبیاء علیہم السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ہاں ان کی وہ دعائیں جن کے خلاف رب کا فیصلہ ہو چکا ہو اور قلم چل چکا ہو۔ اگر پیغمبر ایسی دعا کریں تو انہیں سمجھا کر روک دیا جاتا ہے۔ اس روکنے میں ان کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی اے پیارے! یہ کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور نہیں کہ تمہاری زبان خالی جاوے۔ لہٰذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو۔

سبحان اللہ! معترض نے جو دعائیں پیش کیں۔ وہ سب اسی قسم کی ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان دعاؤں کا پیغمبروں کو ثواب مل جاتا ہے کیونکہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ اگرچہ قبول نہ ہو۔ اس لیئے رب نے فرمایا۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ آپ کا دُعا کرنا یا نہ کرنا ان منافقوں کے لیئے برابر ہے کہ ان کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ آپ کو ضرور ثواب مل جائے گا یہاں عَلَيْهِمْ فرمایا عَلَيكَ نہ فرمایا۔

(۹) مشکوٰۃ شریف باب الانذار میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ میں اللہ کے عذاب کو تم سے دفع نہیں کر سکتا۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دختر کے لئے وسیلہ نہیں۔ تو ہمارے لئے کیونکر وسیلہ ہو سکتے ہیں اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی وسیلہ نہ ہوئے [illegible]

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ کے مقابل ہو کر تم سے رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا۔ یعنی رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے تو کون ہے جو دفع کر سکے یہ وسیلہ تو رب کے اذن سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے مقابل۔ دوسرے یہ کہ اے فاطمہ! اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو ہم تم سے عذاب دفع نہیں کر سکتے۔ یعنی وسیلہ مومنین کیلئے ہوتا ہے۔ کافروں کے لئے نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا کفر کی وجہ سے۔ اگر یہ عذاب نہ مانا جائے تو یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہو جائے گی اور دیگر احادیث کے بھی رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ تمہارے مددگار اللہ رسول اور مسلمان ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کُلُّ نَسَبٍ مُّنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ قیامت کے دن سارے ذریعے اور رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے ذریعے اور رشتے کے (شامی باب غسل میت) فرماتے ہیں شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہوگی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ کبیرہ والے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل بخشے جا دیں اور خود لخت جگر نور نظر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکیں (شامی)

نوٹ ضروری: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل بعض فوائد کفار بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسے دنیا میں قہر الٰہی سے امن اور قیامت کے دن میدان محشر سے نجات اور حساب کا شروع ہونا اس لحاظ سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ۔

بعض فوائد وہ ہیں جو صرف متقیوں کو پہنچتے ہیں گنہگاروں کو نہیں جیسے درجات بلند کرانا۔ اس معنی کے لحاظ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت کو چھوڑنے والا میری شفاعت سے محروم ہے یعنی بلندی درجات کی شفاعت۔

بعض فوائد وہ ہیں جو صرف گنہگاروں کو پہنچیں گے نیکوکاروں کو نہیں جیسے گناہوں کی معافی۔ کیونکہ نیکوکاروں کے پاس گناہ ہوتے ہی نہیں ان مسلمانوں کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ یعنی گناہ کر سکتے نہیں اور خاص اولیاء گناہوں سے محفوظ یعنی وہ گناہ کرتے نہیں۔ مولانا فرماتے ہیں سہ

لوح محفوظ است پیش اولیاء

ار چہ محفوظ اند محفوظ از خطا

ان کے لئے معافی گناہ کی شفاعت نہیں۔ ان کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میری اُمت کے اہل الکبائر کے لئے ہے۔

تمہاری پیش کردہ حدیث میں دوسری قسم کے فوائد مراد ہیں۔ بشرطیکہ ایمان قبول نہ کیا جائے۔

یہ بھی خیال رہے کہ یہاں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا گیا ہے اور دوسروں کو سنایا گیا ہے ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل ابولہب کا عذاب ہلکا ہوا۔ ابو طالب دوزخ میں جلنے سے بچ گئے۔

۱۰۔ بخاری شریف کتاب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء میں ہے کہ ... رضی اللہ عنہ ... حضرت عباس

رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے، اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ ۝ الٰہی ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے بارش بھیجتا تھا۔ اور اب ان کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگ رہے ہیں، بارش بھیج۔ پس بارش آتی تھی۔ معلوم ہوا کہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے۔ زندوں کو وسیلہ پکڑنا جائز۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پکڑا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

یہ ان دیوبندیوں وہابیوں کا اعتراض ہے۔ جو زندہ بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہیں وفات یافتہ کے وسیلہ کے منکر ہیں۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیئے کہ حضور کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے حضور کا اسم شریف علیحدہ کر دیا جاتا۔ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رکھا جاتا۔ اور التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بند کر دیا جاتا۔ درود شریف ختم کر دیا جاتا کیونکہ یہ سب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ ہی تو ہیں۔ حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔ ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] کر بیماروں کو

پلاتے اور صحت ہوتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارش
کے لیے روضہ پاک کی چھت کھلوا دی۔ قبر شریف کھول دی اور
بارش آئی قرآن پاک فرما رہا ہے کہ حضور سے پہلے
والی اُمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں
مانگتی تھیں وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ قرآن کریم فرماتا ہے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے تعلین شریف ۔ ٹوپی شریف کی
طفیل فتح حاصل کی جاتی تھی ۔ فِيهِ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ
هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ پچاس
نمازوں کی پانچ کرادیں۔ بتاؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں
نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک
کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب ان کے اسم شریف کی
تاثیر بدل گئی ۔ ہرگز نہیں ۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کا فرمان یہ بتا رہا ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے
ان کے اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے ۔ یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں، حضرت
عباس رضی اللہ عنہ نبی نہ تھے ولی تھے، نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس کو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے، اس کا بھی وسیلہ جائز ہے، کیونکہ وہ
فرماتے ہیں ۔

وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا

یعنی ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے بارش
مانگتے ہیں۔

اسی حدیث کی شرح میں امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں اَیْ بِوَسِیْلَۃِ الرَّحِمِ الَّتِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے اس لئے دعا کی کہ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قربت تھی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے وسیلۂ اولیاء ثابت کیا۔ چنانچہ وہ شرح حصن حصین میں آداب الدعا وسیلۂ اولیاء کے تحت فرماتے ہیں۔

و قصہ استسقاء عمر ابن الخطاب بعباس ابن عبدالمطلب ازیں باب است یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگنا اسی وسیلۂ اولیاء سے ہے۔

اسی حصن حصین کی شرح میں اسی مقام پر ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ وَھُوَ مِنَ الْمَنْدُوْبَاتِ وَفِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ حَدِیْثُ عُمَرَ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّکَ فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ وَلِحَدِیْثِ عُثْمَانَ ابْنِ حُنَیْفٍ فِیْ شَانِ الْاَعْمٰی۔

یعنی دعا میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پکڑنا مستحب ہے بخاری کی اس روایت کی وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوسیلۂ عباس رضی اللہ عنہ دعا کی اور حضرت عثمان ابن حنیف کی روایت کی وجہ سے نابینا کی دعا میں۔

ہاں اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ فرماتے کہ مولا اب تک ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اب

ان کی وفات کے بعد ان کا وسیلہ چھوڑ دیا۔ اب حضرت عباس کی طفیل دُعا کرتے ہیں، تب تمہاری دلیل درست ہوتی مگر نفی کا ذکر نہیں، لہٰذا دلیل غلط ہے۔ انبیاء اولیاء کا وسیلہ صحیح ہے۔

(۱۱) حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے پاس زکوٰۃ نہ دینے والے اپنے سروں پر گائے، بھینسیں، بکریاں لادے ہوئے آئیں گے۔ اور ہم سے شفاعت کی درخواست کریں گے، ہم یہ فرما کر ان کو ہٹا دیں گے کہ ہم نے تم تک احکام پہنچا دیئے تھے تم نے کیوں عمل نہ کیا۔ اب شفاعت کیسی؟

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے مجرموں کا وسیلہ کوئی نہیں، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ کام نہ آیا۔ تو دوسرے کا وسیلہ بدرجہ اولےٰ کام نہیں آسکتا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ میں ہے۔ وَلَا يَأْتِيْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ۔

نوٹ ضروری: یہ واہیات اعتراض مولوی مودودی صاحب کا ہے جو زمانہ موجودہ کے مجدد و مجتہد اور نہ معلوم کیا کیا بنتے ہیں۔

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ معاملہ ان لوگوں سے ہوگا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شروع زمانہ خلافت میں ہوا اور جن پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جہاد فرمایا۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے [illegible] شفاعت۔

لہٰذا اس کا تعلق مسلمانوں سے نہیں۔

دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں شفاعت نہ کرنے کا ذکر ہے نہ کہ شفاعت نہ کر سکنے کا۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع مختار اور وسیلہ با اختیار ہیں۔ اگر چاہیں کریں نہ چاہیں نہ کریں۔ ان پر ناراضگی ظاہر فرمانے کے لیے یہ ارشاد ہوگا۔ اگر اس حدیث کے یہ مطلب نہ ہوں تو اس حدیث شریف کے مخالف ہوگی۔

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہوگی نیز ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہوگی جو پہلے باب میں مذکور ہوئیں۔

نوٹ ضروری: وسیلہ دو طرح کے ہیں ایک مجبور جیسے سورج روشنی کا وسیلہ ہے اور بارش رزق کا۔ قرآن کریم رب کی بخشش کا۔ ماہ رمضان عنوبیات کا۔

دوسرا با اختیار جیسے انبیاء، و اولیاء کی شفاعت اور دنیا میں حکیم، وکیل حاکم، شفاء و عدل کے وسیلے ہیں کہ کریں یا نہ کریں۔ اس حدیث شریف میں جو معترض نے پیش کی۔ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا داد اختیار کا ذکر ہے۔

(۱۲) بخاری شریف حدیث غار میں ہے کہ تین شخص جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش آگئی۔ پناہ پکڑنے کے لیے غار میں گھس گئے۔ ایک چٹان پتھر کی غار کے منہ پر گری۔ جس سے غار کا منہ بند ہوگیا تو ان لوگوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی۔ ایسی شدت کے موقع پر کسی پیر کا وسیلہ … ہوا کہ بندے کا وسیلہ

پکڑنا جائز نہیں۔

جواب: اس حدیث شریف میں صرف یہ ہے کہ ان شخصوں نے اعمال کے وسیلہ سے دعا کی، یہ کہاں ہے کہ بزرگوں کا وسیلہ جائز نا جائز ہے دعویٰ کچھ اور ہے دلیل کچھ اور ہے۔ اعمال کا وسیلہ جائز ہے اور بزرگوں کا بھی ایک جائز پر عمل کرنے سے دوسرا جائز کیسے حرام ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت حضرت جبرائیل کے عرض کرنے پر بھی اس آفت کے دُور ہونے کی دُعا نہ کی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر دفع کی دعا نہ کی تو کیا اس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دعا مانگنا ہی حرام ہے یہ اعتراض نہایت ہی لغو ہے۔

(۱۳) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نداریم غیر از تو فریاد رس

پتہ لگا کر خدا تعالےٰ کے سوا کوئی فریاد نہیں سنتا۔ پھر وسیلہ کیسا اگر وسیلہ مانو تو غیر خدا کو فریاد رس ماننا پڑے گا۔

جواب: اس جگہ حقیقی فریاد رس مراد ہے۔ اس کی نفی ہے خدا کے حکم سے اس کے پیارے بندے فریاد رس ہیں۔ یہی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں فرماتے ہیں ؎

ہر کہ فریاد رس روز مصیبت خواہد
گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش

جو چاہتا ہے کہ مصیبت کے دن میرا کوئی فریاد رس بنے اس سے کہہ دو کہ آرام کے زمانے میں لوگوں سے اچھا سلوک کرے۔

ایک دوا کا نام شربت فریادرس ہے. کہو یہ نام شرک ہے یا نہیں؟
تعجب ہے کہ شربت تو فریادرس بن جاوے. مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم فریادرس نہ ہوں۔

(۱۲) بوستان میں ہے ؎

بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم
بمانند کرّوبیاں صُم و بُکم

یعنی اگر رب تعالے ڈرانے کے لئے حکم کی تلوار کھینچے تو جن فرشتے بھی گونگے اور بہرے رہ جائیں گے۔
کہئیے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جیسے بزرگ فرشتوں جیسی معصوم جماعت کو بیکار فرمارہے ہیں اوروں کے وسیلہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

جواب، جناب! یہاں رب کے مقابلے میں یہ بات کہی گئی ہے یعنی اگر وہ غضب فرمادے تو کوئی اس کے مقابل دم نہیں مار سکتا۔ یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے. گفتگو تو اس بارے میں ہے کہ رب تعالیٰ کی اجازت اور اس کی مرضی سے اللہ کے مقبول بندے مجرم بندوں کی سفارش کر سکتے ہیں۔ اور رب تعالے ان کی طفیل گنہگاروں کے گناہ بخش دیتا ہے۔ یہ وسیلہ ہے اس شعر کو وسیلہ کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں شیخ سعدی قدس سرہٗ کا یہ شعر نہ دیکھا ؎

چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل
بمہمان دار السلامت طفیل

یارسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کی طفیل جنت کے مہمان خانہ میں پہنچ جاویں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ　　　کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

الٰہی! حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کی طفیل میرا خاتمہ ایمان پر ہو یہ صاف بزرگوں کا وسیلہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں ؎

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم　　　بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

قیامت کو نیکوں کے وسیلہ سے خدائے کریم گنہ گاروں کو بخش دے گا۔

(۱۵) اگر اللہ کے مقبول بندے خدا رسی کا وسیلہ بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ کو پالینے کے بعد ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ جیسے ریل گاڑی میں اسی وقت تک بیٹھتے ہیں جب تک کہ منزلِ مقصود تک پہنچیں۔ مقصود پر پہنچکر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا رب کو پالیا۔ اب بزرگوں کی کیا ضرورت رہی۔

جواب: وسیلے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک محض وسیلہ جیسے سفر کے لئے ریل گاڑی۔ دوسرا وہ وسیلہ جس سے مقصد وابستہ ہے۔ جیسے روشنی کے لئے چراغ۔ پہلی قسم کا وسیلہ مقصود پر پہنچکر چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن دوسری قسم کا وسیلہ کبھی نہیں چھوٹ سکتا۔ ورنہ فوراً مقصود فوت ہو جائے گا۔ روشنی چراغ کے دم سے قائم ہے۔ اگر اسے گل کیا تو اندھیرا ہو جاوے گا۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دوسری قسم کا وسیلہ ہیں۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا۔ کبھی سراج منیر یعنی چمکتا ہوا سورج۔ مقصد یہ ہے کہ جیسے آفتاب کی ضرورت ہمیشہ ہے۔ ایسے ہی پیارے! دنیا کو تمہاری حاجت دائمی ہے اس لئے قبر میں ان کے نام پر کا ... اور حشر میں ان کے دم پر نجات رکھی

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۱۰) جب خدا تعالےٰ سب کا رب ہے اور اس کا نام رب العٰلمین ہے تو پھر کسی وسیلہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص اس کے دروازے پر بلا واسطہ جاوے اور فیض لے۔ وسیلہ کا مسئلہ اس کے رب العٰلمین ہونے کے خلاف ہے

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ رب تعالےٰ رازق العباد ہے اور شافی الامراض ہے پھر تم رزق تلاش کرنے کے لیۓ امیروں کے پاس اور شفا لینے کے لئے حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو۔ تمہارا ان لوگوں کے پاس جانا بھی خدا تعالےٰ کے رازق اور شافی ہونے کے خلاف ہے وہ احکم الحاکمین ہے پھر مقدمہ کچہری کے حکام کے پاس کیوں لے جاتے ہو؟

جناب! وسیلے رب تعالےٰ کے دروازے ہیں یا اس کے چیکر۔ ان کے ہاتھوں سے جو کچھ ہوتا ہے وہ رب تعالےٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ۔ انبیائے کرام رب تعالےٰ کے مختار خدام ہیں۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت رب تعالیٰ کو نہیں بلکہ ہم کو ہے۔ جیسے روٹی کو توے کے ذریعے سے گرم کیا جاتا ہے۔ تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔

رب تعالےٰ سب کا ہے مگر اس کی ربوبیت کے مظہر یہ چیزیں ہیں سانپ اس کی قہاریت کا مظہر ہے اور دیگر آرام دہ چیزیں اس کی رحمت کی تجلی گاہ ہیں۔

(۱۱) وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بدعمل ہو جائیں گے۔ جب انہیں خبر ہو گی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بخشوا لیں گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت

کیوں گوارہ کریں ؟

جواب : یہ اعتراض ایسا ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلہ سے بدعملی اور زکوٰۃ کے مسئلہ سے بیکاری بڑھ جاتی ہے ۔ کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کرکے توبہ کر لیا کریں گے اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالداروں کی زکوٰۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کیوں کریں ۔ جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں ؟ جو اس کا جواب ہے وہی اس اعتراض کا ہے ۔

جناب ! جیسے توبہ کی قبول کا یقین ۔ مالداروں کی زکوٰۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے ۔

ایسے ہی اگر بدعملی کی گئی تو یقین نہیں وسیلہ نصیب ہو یا نہ ہو ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وسیلہ کے انکار سے بدعملی بڑھے گی ۔ کیونکہ جب گنہگار شفاعت سے مایوس ہوگا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے ۔ لاؤ دس گناہ اور کر لو ۔ شیخ فرماتے ہیں ؎

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود ۔۔۔ برآرد بہ چنگال چشم پلنگ

جب تک بلی کو جان بچنے کی امید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے ۔ مگر جب جینے کی جان سے مایوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے ۔ مایوسی دلیری پیدا کرتی ہے ۔

(۹) مشرکین عرب اسی لئے مشرک ہوئے کہ وہ بتوں کو رب کا بندہ تو سمجھتے تھے مگر ان سے غائبانہ مدد مانگتے تھے ۔ اور انہیں خدا رسی کا وسیلہ مانتے تھے ۔ وہ کسی بت کو خالق یا مالک نہیں مانتے تھے ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ۔ [illegible] لِيُقَرِّبُوْنَا [illegible] اللّٰهِ

اور اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

معلوم ہوا کہ وہ مشرک صرف اس لئے مشرک ہوئے کہ انہوں نے رب کے بندوں کو بندہ مان کر انہیں حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس مانا اسی طرح تم بھی نبیوں ولیوں کو مانتے ہو تم اور وہ برابر ہوئے۔

جواب: ایک ہے رب تعالیٰ کی قدرت اور ایک ہے رب کا قانون۔ قدرت تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ چاہے تو ہر چھوٹا بڑا کام بغیر کسی وسیلہ کے خود ہی کرے۔ قدرت کا اظہار اس آیت شریف میں ہے۔ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔ اس کی شان تو یہ ہے کہ کسی چیز کو چاہے تو کن فرما دے۔ تو وہ شئی ہو جائے۔

اس قانون کا اظہار صدہا آیات میں ہے۔ مثلاً

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ۔ فرما دو تمہیں ملک الموت موت دے گا جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے۔

وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ نبی صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں پاک فرماتے اور کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ کہو کہ یا اللہ! جیسے میرے ماں باپ نے صغر سنی میں مجھے پرورش فرمایا تو بھی ان پر رحم فرما۔ دیکھو موت دینا۔ پاک کرنا۔ پالنا رب تعالیٰ کا کام ہے مگر بندوں کے ذریعہ سے ہوا۔

مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک خدا اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں کر سکتا [illegible] کے لئے عالم

سنبھالنے کے لئے مقرر کئے ہیں۔ یعنی انہوں نے بندوں کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا۔ لہذا وہ مشرک ہوئے۔ اسی لئے قیامت میں وہ بتوں سے کہیں گے۔ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم تمہیں خدا کے برابر سمجھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ بتوں کو بندہ مان کر رب تعالیٰ کو ان کا حاجتمند مانتے تھے۔ قرآن کریم اسی وسیلہ کی تردید فرماتا ہے۔ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ یعنی رب تعالیٰ نے نہ اپنا بچہ بنایا نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہے۔ یعنی اس نے جو اولیاء مقرر فرمائے وہ اپنی شان ظاہر کرنے کے لئے بنائے نہ کہ کمزوری اور عاجزی کی وجہ سے۔

پتہ لگا کہ مشرک خدائے تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ رب تعالیٰ کے بعض بندے اس لئے ان کے ولی ہیں کہ خدا تنہا بڑے کام پر خود قادر نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔ مشرکین اولیاء کو ایسا مانتے تھے۔ جیسے کونسل کا ممبر اور مسلمان اولیاء کو ایسا مانتے ہیں جیسے بارگاہِ عالیہ کے خدام اور کارندے۔ لہذا وہ مشرک تھے اور یہ مومن رہے۔ غرضیکہ جو رب تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہو وہ مشرک ہے اور جو قدرت مان کر رب کے قانون کا منکر ہے وہ وہابی ہے۔

نوٹ ضروری: ہم اپنی زندگی میں غور کریں تو معلوم ہو گا کہ دنیا کی کوئی نعمت ہمیں بغیر وسیلے کے نہیں ملی۔ پیدائش و پرورش ماں باپ کے وسیلے سے [illegible] جسم کے وسیلے سے

موت ملک الموت کے وسیلہ سے۔ غسل غسال کے وسیلہ سے کفن درزی کے وسیلہ سے۔ دفن گورکن کے وسیلہ سے۔ پھر آخرت کی نعمتیں تو دنیاوی نعمتوں سے کہیں زیادہ ہیں اور بغیر وسیلہ کیسے مل سکتی ہیں۔ کلمہ۔ قرآن۔ روزہ۔ نماز۔ رب کی پہچان۔ غرضکہ یہ ساری نعمتیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملیں۔ پھر وسیلہ کا انکار نہ کرے گا۔ مگر جاہل۔

نوٹ: ساری عبادات کا فائدہ صرف انسانوں کو ہوتا ہے۔ مگر وسیلہ کا فائدہ انسان۔ جن۔ فرشتہ۔ جانور بلکہ درخت زمین۔ زمان۔ سب کو ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے افضل ہوا۔ کوہ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے اعلیٰ ہوا۔ آب زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طفیل سے متبرک ہو گیا۔ ایوب علیہ السلام کو شفا دینے کے لئے فرمایا گیا۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔

اپنا پاؤں زمین پر رگڑو اس سے جو پانی کا چشمہ پیدا ہو اسے پیو اور اس سے غسل کرو۔ چنانچہ اس سے آپ کو شفا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا دھوون ان کے پاؤں کے وسیلے شفا بن جاتا ہے۔ غرضیکہ بزرگوں کا وسیلہ ہر چیز کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

(۹) موجودہ وہابی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خواہ کتنا ہی بزرگ ہو۔ مرنے کے بعد اس جہان سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہاں کی اسے بالکل خبر نہیں رہتی۔ دیکھو اصحاب کہف تین سو سال تک سو کر جب جاگے تو انہوں نے سمجھا ہم دن بھر سوئے۔ حضرت عزیز علیہ السلام سو برس تک وفات یافتہ رہ کر جب ... کَمْ لَبِثْتَ ... تم یہاں کتنے

اس سے بھی کم ٹھہرا۔ فرمایا گیا۔ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ تم یہاں سو برس رہے۔ اگر ان کی توجہ اس جہان پر ہوتی۔ تو اس مدت کے اندازہ میں کیوں غلطی کرتے۔ جب اتنے بزرگوں کو یہاں سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ تو دیگر اولیاء اللہ کا ذکر ہی کیا ہے جب یہ لوگ یہاں سے ایسے بے تعلق ہیں تو ان کی قبروں پر جا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرنا یا ان سے حاجت مانگنا بالکل ہی عبث ہے

جواب: اللہ تعالےٰ کے پیارے بندے وفات کے بعد اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کی خبر رکھتے ہیں۔ معراج شریف کی رات سارے پیغمبروں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حجۃ الوداع کے موقعہ پر بہت سے پیغمبروں نے شرکت کی جس کی خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے معراج شریف کی رات پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اگر وہ حضرات اس عالم میں پہنچ کر ادھر سے بے خبر ہو جاتے ہیں تو انہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج اور حجۃ الوداع کی خبر کیسے ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز کم کرانے کی کیا ضرورت پڑی؟

رب تعالےٰ فرماتا ہے وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سے پہلے پیغمبروں کو پوچھو کیا ہم نے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں؟ اگر وہ پیغمبر اس دنیا سے بے خبر ہو گئے تو پھر پوچھنا کیسا؟

مردہ قبرستان میں آنے والے کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے

اصحاب کہف اور حضرت عزیز علیہ السلام کے معجزے اور کرامت کا دکھانا منظور تھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے انہیں خصوصیت سے اس دنیا سے بے توجہ کر دیا۔ اگر اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت کا پتہ ہوتا تو بازار میں نہ آتے اور کرامت لوگوں پر ظاہر نہ ہوتی جیسے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دل جاگتا رہتا ہے۔ صرف آنکھ سوتی ہے مگر تعریس کی رات رب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرما لیا۔ اور نماز فجر قضا ہو گئی تاکہ امت کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

اگر نبی ولی وفات کے بعد اس طرف سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں تو ہمارے درود و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کیسے پہنچتے ہیں۔ نیز مردوں کو ثواب کیسے پہنچتا ہے۔ ایسے شخص کو سلام کرنا منع ہے جو جواب نہ دے سکے جیسے سونے والا۔ استنجا والا۔ نمازی اور اذان کی حالت اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سنتے ہی نہیں اور جواب نہیں دے سکتے تو ان کو سلام کرنا منع ہونا چاہیئے تھا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عزیز علیہ السلام پر حقیقتاً سو سال گزرے ہوں لیکن جتنا ایک دن جیسے قیامت کا دن ہزاروں سال کا ہوگا۔ مگر مومن کے لیے ایک نماز کے برابر ہوگا۔ وہاں دونوں کا اثر موجود تھا کہ گدھے پر سو سال گزر گئے تھے۔ اور شربت پر ایک دن۔ لہذا عزیز علیہ السلام کا ایک دن فرمانا بھی ٹھیک تھا۔ وہ جتنے کے لحاظ سے تھا۔ اور رب تعالیٰ کا سو سال فرمانا بھی ٹھیک تھا کہ وہ حقیقت پر مبنی تھا۔

(۵) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ ابو طالب ایمان لے آویں مگر نہ لائے تو آپ کیا کر سکتے ہیں بلکہ آیت اتری اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ جس سے تم محبت کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ جب اپنے پیاروں کا وسیلہ نہیں بن سکتے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

جواب، اس آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ جس سے آپ محبت کریں اُسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ آپ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ہیں۔ ہر بشر سے محبت فرماتے سب ہی پر کرم کرتے ہیں۔ کافر ہو یا مومن۔ مخلص ہو یا منافق۔ مگر ہدایت اسے ملے گی جو آپ سے محبت کرے اور آپ سے جو محبت کرے گا۔ وہ آپ کی بات ملنے گا۔ ابو طالب نے آپ سے محبت نہ کی اور آپ کی بات نہ مانی۔ کلمہ نہ پڑھا لہذا ہدایت نہ پا سکے۔ اس میں خود ان کا اپنا قصور ہے۔ اگر آفتاب سے روشنی حاصل نہ کر سکے تو اس کا نصیب۔ آفتاب روشنی دینے میں کوتاہی نہ کرتا۔ پھر بھی ابو طالب کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا یہ فائدہ پہنچ گیا کہ وہ دوزخ میں نہیں رکھے گئے۔ بلکہ آگ کے جیرے میں ہیں۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے۔

(۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کوئی خدمت نہ کی تو اوروں کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ پھر وسیلہ کیسا؟۔

جواب، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہی نہیں تاکہ صبر میں فرق نہ آوے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت رب سے مدد نہ مانگی۔ نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ استقامت کہ اتنی شدید

اور سخت مصیبتوں میں ثابت قدم رہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ہوئی۔

(۲۲) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ انبیا علیہ السلام اپنی زندگی میں بھی دنیا سے بے خبر رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد کو گم پا کر لوگوں سے پوچھا کہ ہُدہُد کو میں نہیں دیکھتا۔ اگر واقف تھے تو پوچھا کیوں؟ نیز ہُدہُد نے آکر کہا میں وہ چیز دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہیں دیکھی یعنی بلقیس اور اُس کا تخت۔ دیکھو ہُدہُد کی خبر سے پہلے آپ کو نہ بلقیس کا پتہ لگا نہ شہر سبا کا۔ جب وہ کسی کی خبر ہی نہیں رکھتے تو وسیلہ کیسے بن سکتے ہیں۔

جواب: اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر نہ تھی۔ ہُدہُد نے آپ کی بے خبری کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ عرض کیا۔ اِنِّیْ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ۔ میں اس چیز کا احاطہ کر کے اور دیکھ کر آیا ہوں جس کو آپ نے جا کر نہ دیکھا اور واقعی آپ اس وقت تک وہاں بایں جسم شریف نہ گئے تھے۔ خبر تو آپ کو تھی مگر اظہار نہ تھا۔ تاکہ پتہ لگے کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ہزاروں کے لئے ایمان کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دیکھو ہُدہُد ہی کے ذریعہ سے سارے یمن والوں اور بلقیس وغیرہ کو ایمان نصیب ہوا۔ اور بھی ہزار ہا اس میں حکمتیں تھیں حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ بن کر بھی اپنے والد ماجد کو خبر نہ بھیجی۔ اس لئے نہیں کہ آپ ان سے بے خبر تھے۔ بلکہ وقت کا انتظار تھا۔ اور آپ کی انتہائی عظمت کا ظہور ہونے والا تھا کہ قحط سالی میں تمام عالم کا رزق آپ کے ہاں پہنچا اور سب لوگ روزی میں آپ کے حاجتمند کئے گئے۔

اچھا بتاؤ کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو بلقیس کا تخت لانے کا حکم فرمایا تو انہوں نے نہ تو کسی ملک یمن کا پتہ پوچھا اور نہ بلقیس کا گھر دریافت کیا نہ تخت کی جگہ تلاش کی بلکہ پلک جھپکنے سے پہلے تخت لا کر حاضر کر دیا۔ انہیں بھی بلقیس کے سارے مقامات کی خبر تھی یا نہیں تھی۔ اور ضرور تھی تو جن کی صحبت میں رہ کر یہ کمال حاصل کیا تھا۔ وہ بے خبر ہوں یا ناممکن ہے۔ رب تعالےٰ فرماتا ہے قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ جس کے پاس کتاب کا علم تھا انہوں نے کہا اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ میں تخت بلقیس آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ بتاؤ وہ کتاب آصف نے کس سے پڑھی تھی۔ خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے تعجب ہے کہ شاگرد کو خبر ہو اور استاد کو نہ ہو۔ رب تعالےٰ سمجھ دے۔ غرضیکہ آپ کو علم تھا۔ مگر وقت سے پہلے اظہار نہ تھا۔ طلب وسیلہ برائے حصول مرادات از خدا لئے تعالےٰ چیزے دگر است۔

(۲۳) رب تعالےٰ فرماتا ہے فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ رب تعالےٰ جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے عذاب دے گا جن نبیوں اور ولیوں کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود ان کی مغفرت یقینی نہیں۔ نہ معلوم ان کی بخشش ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تمہارے وسیلے ہیں تو بتاؤ اگر خدا تعالےٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔ مَنْ یَّشَآءُ میں مَنْ عام ہے۔ نبی و ولی سب کو شامل ہے۔ (بعض بے ادب دیوبندی)

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک عالمانہ دوسرا صوفیانہ۔

عالمانہ جواب یہ ہے کہ بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کے جنتی ہونے کی خبر [illegible] ہو [illegible] اچھا۔ جن کے

بارے میں فرمادیا گیا۔
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ یہ اور اس کی بیوی عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔ دوسرے وہ جن کے جنتی ہونے کی خبر دی گئی۔ فرمادیا گیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ یا فرمادیا۔ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ کرلیا۔ تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی۔ جیسے ہم لوگ۔ پہلی جماعت کا دوزخی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا ایسی ہی اس کی صفت ہے جیسے اس کا ایک ہونا۔ تمہاری پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کرکے جہنمی بناتا ہے۔ یعنی لوگوں کے جنتی اور جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔ قیامت میں صرف اس کا ظہور ہوگا۔ ہر ایک کے متعلق قلم چل چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے جہنمی کر دے اور جس کافر کو چاہے جنتی بنا دے۔ بلکہ جس کو جہنمی ہونا چاہ چکا وہ جہنمی ہو چکا اور جس کو وہ جنتی ہونا چاہ چکا وہ جنتی ہو چکا۔ اب اس کا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہوگا۔

(۴۲) قرآن کریم فرما رہا ہے کہ کفار نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا [illegible] لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا الاية

یعنی ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ زمین سے چشمے جاری نہ کر دیں۔ یا آپ کے پاس کھجور و انگور کا باغ نہ ہو۔ جس کے بیچ میں نہریں ہوں۔ الخ اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۔ کہ سبحان اللہ میں تو صرف رسول بشر ہوں مجھ تک یہ طاقت نہیں۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نبی میں کوئی طاقت اور زور نہیں بندہ مجبور ہیں ورنہ انہیں یہ معجزے دکھا کر مسلمان کر لیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ پانی کے چشمے بہاتا۔ باغ اگانا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے نبی ولی کا نہیں۔ اسی طرح بیٹی بیٹا بخشنا۔ عزت ذلت دینا۔ مرادیں پوری کرنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ کسی کو ان چیزوں کا وسیلہ ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: نبی میں اس سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔ مگر یہ سمجھو کہ ان کے مطالبہ پر اپنی طاقت دکھائی نہیں۔ کیونکہ وہ ایمان لانے کی نیت سے یہ مطالبہ نہ کرتے تھے بلکہ نبی کا زور آزمانے کے لیے کرتے تھے اور جس قوم نے نبی کا زور آزمایا وہ مٹادی گئی۔ فرعون۔ نمرود قوم عاد و ثمود ان سب نے نبی کا زور دیکھنا چاہا زور دکھایا گیا مگر وہ ایمان نہ لائے ہلاک ہو گئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے یہ مطالبے پورے نہ فرمانا رحمت کی بنا پر ہے۔ ورنہ وہ تو زمین سے چشمے نکالنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں سے چشمے بہا دیئے۔ وہ تو کھجور و انگور کے باغ کا مطالبہ کرتے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹایا۔ کھاری کنوئیں کو میٹھا بنایا۔ لکڑیوں کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوایا۔

فقیروں کو بادشاہ بنادیا جس کو چاہا غنی کر دیا۔
ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے سہ

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش   تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

غرضیکہ ہوتا اور چیز ہے اور دکھانا کچھ اور رہا اور اس آیت میں طاقت نہ دکھانے کا ذکر ہے ان سرکش کافروں کو تاکہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

خاتمہ

حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کو خدا نے گمراہ کر دیا۔ ان کی شامت آگئی ہے اس لئے تمام وسیلوں سے منہ موڑ رہے ہیں جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ولی اور مرشد کے دامن میں رہتا ہے اور جسے رب گمراہ کرتا ہے اس کا نہ ولی نہ مرشد۔ رب فرماتا ہے: وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ جسے رب گمراہ کر دے اس کے لئے نہ تو تم کوئی ولی پاؤ گے نہ مرشد۔ یہ بے پیرے بے نورے درگاہِ الٰہی سے نکالے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں اسی سبب سے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر نئے مذہب سے بچیں اسی رستے پر رہیں جو اب تک اللہ کے نیک بندوں کا ہے بے سمجھے بوجھے قرآن کا ترجمہ گمراہی کا راستہ ہے رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۝ رب تعالیٰ اس قرآن سے بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے ہدایت ملنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اچھوں کے ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ ہمیں سورہ فاتحہ

میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اے مولیٰ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے (یعنی قائم رکھ) ان بندوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں۔ صدیقوں۔ شہداء اور صلحاء کے راستہ پر قائم رکھ۔
آج ہر چکڑالوی۔ ہر قادیانی۔ ہر دیوبندی وہابی۔ ہر بے دین قرآن کریم بغل میں دبائے پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ قرآن کی رو سے میں سچا ہوں جیسے کہ یزیدیوں نے بے سوچے سمجھے نفسانی خواہش سے قرآن پڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ آیت چسپاں کی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ یعنی جو بادشاہ اسلام سے باغی ہو جائے اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ رجوع کرے انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو باغی اور یزید پلید کو بادشاہ اسلام بنایا غرضیکہ بے سمجھے قرآن کے ترجموں نے بہت لوگوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤ تو اسی راستہ پر چلو جو اولیائے کرام اور علمائے عظام کا راستہ ہے اور اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

آج سوائے مذہب اہلسنت کے کسی فرقہ میں اولیاء موجود نہیں معلوم ہوا کہ یہی جماعت حق پر ہے۔ جب تک دین موسوی منسوخ نہ ہوا تھا بنی اسرائیل میں ہزار ہا ولی ہوئے۔ جب وہ منسوخ ہو گیا اب ان میں کوئی ولی نہیں۔ حضرت مریم، اصحاب کہف۔ آصف بن برخیا جن کے قصے قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ سب بنی اسرائیل کے ولی تھے۔ جریج اسرائیلی کی ولایت کا یہ حال تھا کہ اس نے چار سال کے بچے سے اپنی پاکدامنی کی

گمراہی ہے لیکن ہم بتاؤ جب سے یہ دین منسوخ ہوا اب کوئی یہودی عیسائی ولی ہوا۔ جب ان میں ایمان ہی نہیں۔ تو ولایت کہاں سے آوے اسی طرح آج سوائے مذہب اہلسنت کے کسی فرقہ میں ولی نہیں۔ کوئی دیوبندی ولی نہیں۔ کوئی قادیانی چکڑالوی غیر مقلد ولی نہیں۔ ادھر دیکھو کر حضور غوث پاک سرکار بغداد ہم میں حضور خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہم میں، حضور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند ہم میں۔ حضور شیخ شہاب الدین سہروردی ہم میں گزرے ہیں۔ اب بھی مذہب اہل سنت میں ہزارہا اولیاء جلوہ گر ہیں۔ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری۔ حضرت خواجہ مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اعلیٰ حضرت بریلوی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی اور تمام گدی والے حضرات ہماری ہی جماعت میں ہیں۔ یہ تمام حضرات پکے سنی متقی وسیلہ کے قائل۔ نیاز۔ عرس۔ فاتحہ۔ میلاد شریف پر عامل رہے۔ ان اولیاء کرام کا ہم میں ہونا مذہب اہل سنت کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ آج تمام فرقوں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ اپنے مذہبوں میں اولیاء دکھائیں، ولی کی پہچان قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ خلقت انہیں ولی مانے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ان کے لئے دنیا و آخرت میں خوشخبری۔ دنیا کی خوشخبری عام لوگوں کا ان کی طرف جھکنا۔ اور آخرت کی خوشخبری ملائکہ کا انہیں مبارکباد دینا قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے [illegible] محبت سب کے دلوں میں

ڈال دے گا۔ جن بزرگوں کے نام ہم نے گنائے ہیں ان کو عام خلقت ولی مانتی ہے چونکہ دیوبندیوں میں کوئی نہیں، اس لیے وہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینے لگے۔ جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا میں کوئی کرامت یا معجزہ نہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرنے لگے۔ بہرحال مسلمان اس فقیر کے اس قاعدہ کو یاد رکھیں کہ وہی راستہ اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج کل کی زہریلی ہواؤں سے ان کا ایمان محفوظ رہے گا۔ گلدستہ کی گھاس پھولوں کے وسیلے سے بادشاہوں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ہے بادام کے چھلکے مغز کے ساتھ تلتے ہیں مگر علیحدہ ہو کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کتابوں سے علم و حکمت ملتا ہے لیکن دین کسی کی نظر سے نصیب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر — علم و حکمت از کتب، دیں از نظر

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے — بوسہ زن بر آستانِ کاملے

دین صرف کتابوں سے نہ ڈھونڈو، کتابوں سے صرف علم ملتا ہے اور دین کامل کی نگاہِ کرم سے۔ اپنے جسم کو کیمیا بنا لو اس طرح کہ کسی کامل کے آستانہ پہ ادب سے بوسہ دو۔

اگر قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لینے سے دین مل جاتا کرتا تو ابوجہل، ابولہب اور ابلیس اوّل درجہ کے مومن ہوتے کیونکہ یہ ترجمہ جانتے تھے صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل نہ کیا مارے گئے۔

آؤ ہم مثنوی شریف کا ایک قصہ پیش کر رسالہ کو ختم کریں تاکہ وسیلۂ اولیاء کا رسالہ دلی [illegible]

حکایت

مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے زمانہ میں بسطام شریف میں ایک رنڈی آگئی. جس کے حسن وجمال اور خوش آواز پر خلقت عاشق ہو گئی. مسجدیں خانقاہیں خالی ہو گئیں اور رنڈی کے گھر تماشائیوں کا ہر وقت میلہ لگا رہتا. کسی شخص نے حضرت سلطان العارفین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت آپ کے زمانہ اور آپ کے شہر میں ایسا فسق وفجور. حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس شخص نے سارا ماجرا عرض کر دیا. فرمایا ہمیں اس رنڈی کا مکان بتاؤ آپ مصلے اور لوٹا لے کر اس کے گھر پہنچ گئے. تمام تماشائی آپ کو دیکھ کر غائب ہو گئے آپ نے اس رنڈی کے دروازے پر مصلے بچھا دیا. اور نوافل شروع کر دیئے. جو ادھر آتا آپ کو دیکھ کر لوٹ جاتا. یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گذر گیا. اور کسی کے آنے کا خطرہ نہ رہا. تو آپ نے اس رنڈی سے پوچھا تیری روزانہ کی آمدنی کتنی ہے اس نے بتائی آپ نے اتنی نقدی مصلے کے نیچے سے نکال کر اس کے حوالے کر دی ؎

فقیروں کی جھولی میں ہوتا ہے سب کچھ　　مگر چاہیئے ان سے لینے کا ڈھب کچھ

بہت جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ

پھر آپ نے اسے فرمایا کہ اب تیری یہ رات ہم نے خرید لی کیونکہ تیری اجرت دیدی اس نے عرض کی کہ ہاں بے شک. پھر حضور نے فرمایا اچھا اب ہم جو کہیں تو وہ کر. بولی بہت اچھا. آپ نے فرمایا وضو کر کے دو نفل کی نیت کر [illegible] نے قیام کیا وہ رنڈی

تھی۔ رکوع میں گئی تو رنڈی تھی۔ تو مرکیا تو رنڈی کا تھی مگر جب سجدہ میں گئی ادھر تو اس کا سر سجدہ میں جھکا اور ادھر سلطان العارفین کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھے مولانا فرماتے ہیں کہ آپ نے بدرگاہِ خدا عرض کیا سہ

آنچہ کارم بود آخر کردمش = کز زنا سوئے نماز آوردمش

اے مولیٰ تو توی ہیں ضعیف۔ تو رب ہیں بندہ۔ مجھ عاجز کمزور اور ضعیف بندے کا تو اتنا ہی کام تھا کہ فاسقہ کو زنا سے ہٹا کر تیرے دروازے پر جھکا دیا۔ اگلا کام تیرا ہے کہ تو اس جھکے ہوئے سر کو قبول کرے یا رد کر دے۔ پھر عرض کیا کہ اگر تو نے اس کو رد کر دیا تو میری بدنامی ہو جائے گی کہ لوگ کہیں گے سلطان العارفین تجھے کیا دے گئے۔ سہ

بر ذرت آوردہ ام من اے خدا = قلبہا قلب طفیل مصطفےٰ

یہ نہ دیکھ کہ آنے والا کون ہے مولیٰ! یہ دیکھ کہ لانے والا کون ہے۔ اگرچہ آنے والی ایک فاسقہ ہے۔ لیکن لانے والا میں گنہ گار ہوں۔ اس لئے اس ہرے گنبد والے کالی زلفوں والے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اس کے دل کا رُخ بدل دے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ فاسقہ ولیہ بن گئی۔ پھر بعد میں اس کے دوست جب اُسے بلاتے تو وہ اندر سے کہلا بھیجتی کہ اب میں نے ان آنکھوں سے سلطان العارفین کو دیکھ لیا جو سلطان العارفین کو دیکھ لے وہ کسی کو نہ دیکھے۔

سورج کی شعاعیں کسی آتشی شیشہ کے ذریعہ کسی کپڑے پر ڈالی جائیں تو وہ کپڑا جل جاتا ہے اگر یہ آتشی شیشہ درمیان میں نہ ہو۔ تو جلن پیدا نہیں ہوتی مدینہ کے سورج صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانی شعاعیں بغداد والے یا اجمیر والے شیشہ کے ذریعہ دل پر ڈالو۔ تاکہ عشق اور درد پیدا ہو یہ دردِ دل وہ چیز ہے جس کے سبب انسان فرشتوں سے افضل ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَحْقَرُ الْعِبَادِ

احمد یار خاں

[illegible] نعیمیہ گجرات